



وَيَعْلَمُهَا الْكُتُبُ وَالْحِكْمُ
اور پاک کرتا ہے انہیں اور
سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت

جمالِ صوت

مُصَنَّفٌ
بِإِسْنَادٍ الْحَسَنِ لِقَشْبَنَدِي (خطیب جامع مسجدت النبیؐ چکوال)

3383

جامعہ الوار الاسلامیہ رویہ روبرو لائن پارک چکوال فون ۲۴۷۶

وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت

3383

جمالِ تصوف



مصنف

علامہ حافظ عبد الحلیم نعشبندی

(خطیب جامع مسجد حیات النبیؐ چکوال)

ناشر

جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ لائن پارک چکوال فون ۲۴۷۶

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

86552

۱۹۵۵

نام کتاب _____ جمالِ تصوف

مصنف _____ مولانا حافظ عبدالحلیم خطیب جامع مسجد
حیات النبیؐ چکوالپروف ریڈنگ _____ • قاری مقصود حسین
• قاری عاشق حسین

کتابت _____ فیروز سدالوی

بار _____ دوم

تعداد _____ ۵۰۰

مطبع _____ ایس بی پرنٹرز گوالمنڈی راولپنڈی

قیمت _____ ۲۵ روپے

پرنٹنگ _____ ملک محمد عبدالقدوس فون: ۵۹۱۹۰۱

بِاِهْتِمَام :- حافظ غلام محمد 'حافظ امیر محمد خان -

انتساب

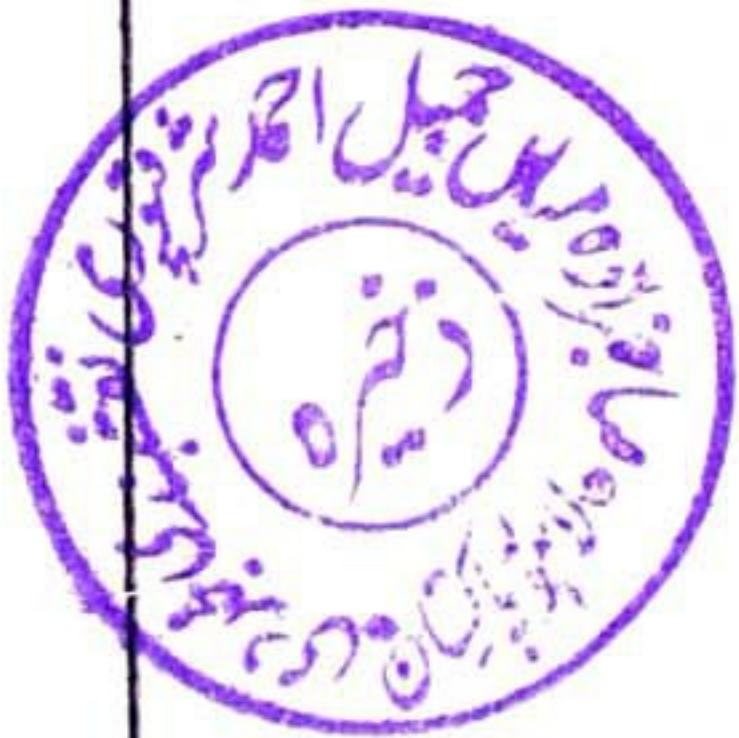
3383

بصد عجز و نیاز منبع صدق و صفا معدن

جو و عطا افضل الخلق بعد الانبیاء خلیفہ محبوب

رب اکبر سیدنا و مولانا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے نام



تذ

زبدۃ الاصفیاء، پیر طریقت، ربہ شریعت

الحاج حافظ محمد مطلوب الرسول ص حبہ اللہ شریف

عبد الحکیم

رہنہ کے پتے

● مکتبہ قادریہ
انڈرون لوہاری گیٹ لاہور

● مکتبہ رضویہ
ہسپتال روڈ چکوال

● مکتبہ رحمانیہ
نزد لاری ادہ چکوال

● کاشف سٹیشنری سٹور
لاہن پارک چکوال

● تنویر سٹیشنری مارٹ
سرگودھا روڈ چکوال

3383

تمنا درود کی ہو تو کمر خدمت فقیروں کی
 نہیں بنتا یہ گوہر یاد تاشاہوں تہذیبوں میں

تہذیب چھ ان فرقہ پرلوٹوں کی اراد ہو تو دیکھ ان کو

پد بیضی لے دیکھیں اپنی اس سہینوں میں
 (اقبال)

ہر کہہ خواہد ہم نشینی با حق و
 او نشیند در حضور اولیاء

(رومی)

نہ تخت و تاج نہ لشکر و سپاہ میں ہے
 جو بیا مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

(اقبال)

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۱۲	• ڈپٹی کمشنر چکوال ڈاکٹر لیاقت علیٰ نیازی	۱
۱۹	• پروفیسر نثار جمیل پرنسپل گورنمنٹ کالج پیر پھلاہی	۲
۲۲	شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالحکیم صاحب شرف قادری جامعہ نظامیہ لاہور	۳
۲۳	عابد حسین شاہ صاحب ناظم بہاؤ الدین زکریا لاہوری چھنبی (چوآسیدن شاہ)	۴
۲۶	قرآن میں تصوف کا ثبوت -	۵
۲۸	حدیث میں تصوف کا ثبوت -	۶
۲۹	امام مالکؒ کا ارشاد -	۷
۳۰	صوفی کا ماخذ "سوف" ہے -	۸
۳۱	حضرت جنید بغدادیؒ کا ارشاد -	۹
۳۱	حضرت سلطان باہوؒ کا ارشاد	۱۰
۳۲	حضرت معروف کرخیؒ فرماتے ہیں -	۱۱
۳۲	علامہ جوزیؒ فرماتے ہیں -	۱۲
۳۲	ابوبکر اکتائیؒ فرماتے ہیں -	۱۳
۳۲	حضرت جنید بغدادیؒ کا ارشاد -	۱۴
۳۳	ابوسعید الخزارؒ فرماتے ہیں -	۱۵
۳۳	حضرت امیر خسروؒ فرماتے ہیں -	۱۶

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۳۳	حضرت سہیل بن عبداللہؓ فرماتے ہیں۔	۱۷
۳۳	حضرت بیر بلویؓ فرماتے ہیں۔	۱۸
۳۴	امام غزالیؓ کا ارشاد۔	۱۹
۳۵	ولی دو قسم کے ہیں۔	۲۰
۳۵	اولیاء اللہ کی علامات۔	۲۱
۳۷	مولینا جامیؒ فرماتے ہیں۔	۲۲
۳۷	حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد۔	۲۳
۳۸	امام رازیؒ فرماتے ہیں۔	۲۴
۳۸	قیامت کے دن اولیاء اللہ کا مقام۔	۲۵
۴۰	وسیلہ کا ثبوت قرآن اور تفاسیر سے۔	۲۶
۴۳	وسیلہ کا ثبوت انبیاءؑ سے۔	۲۷
۴۴	وسیلہ کا ثبوت احادیث اور صحابہ کرامؓ سے۔	۲۸
۴۵	فائدہ۔	۲۹
۴۶	نبی اکرمؐ کے وصال کے بعد توسل۔	۳۰
۴۹	امام اعظم ابوحنیفہؒ اور توسل۔	۳۱
۴۹	امام مالک اور توسل۔	۳۲
۵۰	امام شافعی اور توسل۔	۳۳
۵۰	امام احمد بن حنبلؒ اور توسل۔	۳۴
۵۱	امام غزالیؓ اور توسل۔	۳۵

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۵۱	امام ابو عبد اللہ بن النعمان اور توسل -	۳۶
۵۳	حیاتِ اولیاء -	۳۷
۵۴	پہلا مقدمہ -	۳۸
۵۴	دوسرا مقدمہ -	۳۹
۵۳	زید اور تقویٰ -	۴۰
۶۳	امام اعظم ابو حنیفہؒ اور زید و تقویٰ -	۴۱
۶۵	امام شافعیؒ اور زید و تقویٰ -	۴۲
۶۶	امام احمد بن حنبلؒ اور زید و تقویٰ -	۴۳
۶۹	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ اور زید و تقویٰ -	۴۴
۷۱	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب اور زید و تقویٰ -	۴۵
۷۳	صاحبِ مزارات سے اکتسابِ فیض -	۴۶
۸۰	گنج بخشؒ کا لقب اور حضرت اجمیریؒ -	۴۷
۸۳	کرامت کی تعریف -	۴۸
۸۶	کرامت کی قسمیں -	۴۹
۸۶	فائدہ -	۵۰
۸۷	قرآن اور کراماتِ اولیاء -	۵۱
۹۱	کشف و کرامات -	۵۲
۹۱	حضرت شیخ معروف کرمیؒ اور کرامات -	۵۳
۹۴	حضرت شیخ جنید بغدادیؒ اور کرامات -	۵۴

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۹۴	ایک مرید کا واقعہ -	۵۵
۹۵	ایک مجوسی کا واقعہ -	۵۶
۹۵	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور کرامات -	۵۷
۹۸	ایک تاجر کا واقعہ -	۵۸
۱۰۰	نابینا اور مفلوح صحت پاگئے -	۵۹
۱۰۲	ایک چیل کے دوبارہ زندہ ہونے کا واقعہ -	۶۰
۱۰۲	مردوں کو زندہ کرنا -	۶۱
۱۰۴	امام محمد عائشہ کا واقعہ -	۶۲
۱۰۴	شیخ شہاب الدینؒ کا فلسفہ کلام -	۶۳
۱۰۴	حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ اور کرامات -	۶۴
۱۰۷	اتش پرست کا اسلام قبول کرنا -	۶۵
۱۰۸	حضرت مجدد الف ثانیؒ اور کرامات -	۶۶
۱۰۹	مرض کا اپنے سر لینا -	۶۷
۱۱۰	بادل کا سایہ کرنا -	۶۸
۱۱۰	سخت سزا سے نجات دلانا -	۶۹
۱۱۲	مریض کو شفا دلوانا -	۷۰
۱۱۳	پیشانی پر لفظ حکروہ منکر کا ہونا -	۷۱
۱۱۳	چشم مکاشفہ سے قبر کا نشان پانا -	۷۲
۱۱۴	پورا رمضان بارش کا نہ ہونا -	۷۳

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۱۱۴	روح محفوظ تک رسائی -	۷۴
۱۱۵	حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں اور کرامات -	۷۵
۱۱۶	حضرت شاہ غلام علی ^{رح} اور کرامات -	۷۶
۱۱۸	حضرت غلام محی الدین قصوری ^{رح} اور کرامات -	۷۷
۱۲۰	حضرت خواجہ حافظ غلام نبی ^{لہی} اور کرامات -	۷۸
۱۲۲	قرآن و حدیث سے اولیائے کرام کے وظائف اور معمولات	۷۹

منازلت

ڈاکٹر لیاقت علیخان نیازی ڈپٹی کمشنر چکوال

جناب مولانا عبدالحلیم صاحب سے میری واقفیت اس وقت ہوئی جب میں پہلی دفعہ جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ میں حاضر ہوا۔ اُن کی شخصیت نے مجھے اپنی طرف مائل کیا۔ اور یہ صرف اُنکی دینی خدمات کے پیش نظر تھا اور اُن کے حضورِ اکرم صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انتہائی درجے کا قُرب اور تصوف کے میدان میں آپ کا مطالعہ اور رغبت کی وجہ سے تھا۔ ان عناصر کی وجہ سے موصوف سے میرا تعلق قائم ہے۔ میں اُن کی زیارت بھی کرتا رہا اور جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ میں اپنی حاضری بھی دیتا رہا۔

مولانا مذکور صاحب تصنیف بھی ہیں۔ ان کے پہلے علم کا رسالہ **جمال المسائل** شائع ہو چکا ہے آپ کا یہ دوسرا رسالہ **جمال التصوف** ہے۔ یہ رسالہ مختلف موضوعات کو سمونے ہوئے ہے۔ یعنی قرآن الوسیلہ - حیاتِ اولیاء - مزارات سے فیض - کرامات کی تعریف تا کرامات کا فیض اس قسم کے موضوعات ہیں جن پر آپ نے کھل کر بحث کی ہے۔

میں دلی طور پر بزرگوں کا اور اولیائے کرام کا بہت عقیدتمند ہوں۔ میں اپنے تجربات کے پیش نظر اور قرآنِ حکیم کے مطالعہ اور احادیث حضورِ اکرم صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش نظر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ

اللہ تعالیٰ نے اولیائے کرام کو ایک عجیب مقام دیا ہے۔
 قرآن حکیم میں ارشاد باری ہے **الْاٰرِثٰتُ اَوْلِیَآءِ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ**
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۵ (ترجمہ) خبردار! جہاں تک اولیاء اللہ
 کا تعلق ہے نہ تو ان پر خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

میں نے امام غزالیؒ کی کتاب منہاج العابدین میں پڑھا ہے کہ اللہ
 تعالیٰ نے اولیائے کرام کو چالیس انعام و اکرام دنیا میں دیئے اور چالیس
 آخری حیات میں۔ اور ان میں سے ایک انعام یہ ہے کہ وہ گنہگاروں کی شفاعت
 کرائیں گے۔ اس سے خوب اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اولیائے کرام کا مقام کتنا
 بلند ترین ہے۔ اگر دین اسلام پھیلا ہے تو ان ہی بوریائشینیوں کی وجہ
 سے اور خاک نشینیوں کی وجہ سے پھیلا ہے۔

نبی اکرم ﷺ علیہ وآلہ وسلم کے جتنے بھی صحابہ کرام ہیں وہ دنیا
 کے کونے کونے میں پھیلے اور آج بھی ان کے مزارات مقدسہ دنیا کے کونے
 کونے میں موجود ہیں۔ روس۔ چین۔ جاپان۔ کینیڈا اور امریکہ تک نبی اکرم
 ﷺ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پھیلیں۔ یہ صرف اور صرف تبلیغ کی
 وجہ سے اور اولیائے کرام کی کرامات کی وجہ سے ہے کہ اسلام بڑی
 تیزی کے ساتھ دنیا میں پھیلا۔

ایک نوجوان شخص یہ بات کہہ سکتا ہے کہ میں اس قسم کے موفوق
 پر لعین نہیں رکھتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہماری آنکھ دیکھتی ہے
 یا جو کچھ ہم سنتے ہیں۔ حواسِ خمسہ دھوکہ کھا سکتے ہیں لیکن ایک
 چھٹا علم ہے کہ جسے چھٹی حس کہتے ہیں۔ مراقبہ بھی۔ کشف القلوب

بھی۔ کشف الحدید بھی ہے۔ کشف الحیا بھی ہے اور وجدان بھی۔
 عرفان بھی ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام وحی کے ذریعے علم کے اس
 چھٹے دروازے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو انسانیت تک
 پہنچانے میں کامیاب لیکن اولیائے کرام کشف کے ذریعہ سے وجدان
 کے ذریعے سے۔ عرفان کے ذریعے سے ان دیکھی چیزوں کو محسوس
 فرما لیتے ہیں۔

میں حضرت عمرؓ کا وہ واقعہ بیان کروں گا کہ آپ مسجد میں
 موجود تھے۔ خطبہ میں آپ نے فرمایا ” اے ساریہ! پہاڑوں کی
 طرف بڑھ۔ اے ساریہ پہاڑوں کی طرف بڑھ۔ اے ساریہ!
 پہاڑوں کی طرف بڑھ“ تمام مقتدی وقتی طور پر پریشان ہوئے
 کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ بعد میں یہ پتہ چلا کہ شام کے علاقہ میں مسلمان
 فوجیں پریشان تھیں۔ اچانک سہ سالار نے یہ الفاظ سُننے کہ ” اے
 ساریہ! پہاڑوں کی طرف بڑھ“ چنانچہ ان میں تقویت پیدا ہوئی
 اور مسلمان فوج اس میدان میں کامیابی سے ہم کنار ہوئی۔
 اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کبھی حضرت عمرؓ اور کبھی شام کا علاقہ۔
 یہ ہزاروں میلوں کا فاصلہ! آپؓ کی آواز کس طرح وہاں تک
 پہنچ گئی۔ یہ تمام علم کے چھٹے دروازے کے ذریعے سے پہنچی ہے
 آئندہ آنے والے واقعات کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ غیبی علم کئی قسم
 کے ہوا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سید حامد حسین بلگرامی سابق وائس چانسلر
 اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اپنی تفسیر مبارکہ ”تفویض القرآن“ کے

کے صفحہ نمبر ۷ پر فرماتے ہیں قرآن حکیم کی آیات مقدّسہ کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ“ کہ غیب جو دیکھنے میں نہ آئے۔

غیب کی تین صورتیں ہیں۔ غیبِ مطلق۔ غیبِ جزوی۔ غیب

اضافی۔

غیبِ مطلق :- جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہ ہو۔ جیسے حقیقت الحقائق۔

غیبِ جزوی :- وہ غیب ہے جو پیغمبروں کو معلوم کرایا جاتا ہے غیبِ اضافی :- وہ غیب جو کسی ایک شخص کے لحاظ سے دوسرے

کے لحاظ سے ٹھیک نہ ہو۔ یہ غیبِ اضافی ہے جس کے بارے میں اولیائے کرام کو کشف ہوتا ہے۔ اور آئندہ آنے والے واقعات کو بھی بیان فرما دیتے ہیں۔ جہاں تک معجزات کا تعلق ہے۔ خلاف واقعہ کوئی چیز جو کسی پیغمبر سے ہو۔ ہم اسے ”معجزہ“ کہتے ہیں۔

جیسے انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی کئی معجزات مبارکہ تھے۔ اور قرآن حکیم میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات بیان کئے گئے ہیں۔ (ان کا گہوارہ میں کلام کرنا سورۃ مریم آیہ ۲۹) (پیدائشی طور پر کتب انبیاء کرام کا ماہر ہونا آل عمران آیہ ۴۸) (مٹی سے چیتے جاگتے پرند بنا کر چھونک مار کر اڑانا المائدۃ ۱۱۱ سے ۱۱۵) اناجیل میں بھی مٹی کے پرندوں کو اڑانے کا ذکر موجود ہے۔

(زمخشری نے "تفسیر الکشاف" میں اس قسم کے معجزات کا ذکر کیا ہے) اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے کئی معجزات مبارکہ تھے۔ لیکن اگر کوئی ولی اپنی کوئی کرامت پیش کرتا ہے تو ہم اُسے "کرامت" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یعنی خلافِ عادت کا واقعہ ہوتا ہے جیسے احسان اکرام اپنی کتاب "موض کوثر" میں لکھتے ہیں کہ "کئی اولیائے کرام ایسے ہیں کہ جب کوئی ہندو اُن کے مقابلے میں آیا تو ہندو یا جوگی نے ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔ لیکن اس طرح ہمارے کئی اولیائے کرام تھے کہ اُن سے زیادہ اڑ پائے تو یہ اڑنے کا عمل عام حالات میں ناممکن ہے لیکن یہ صرف کرامت کے ذریعے سے ممکن ہے جو کہ اولیائے کرام کا شہرہ ہے اسی طرح اولیائے کرام کو "رؤیائے صادقہ" یعنی سچے خواب آیا کرتے تھے۔ اور انہیں آئندہ آنے والے واقعات کا بھی پتہ چلتا تھا۔ اور آج کی سائنس بالخصوص پائیرا سائیکالوجی جو کہ نفسیات کا علم ہے اُس نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ اس قسم کے خواب آئندہ آنے والے واقعات کو ثابت کرتے ہیں۔ اور باقاعدہ امریکہ میں خوابوں کی لیبارٹریاں بھی بنائی جا چکی ہیں۔

میں مراقبے کے بارے میں عرض کروں گا یا کشف القبور کے بارے میں عرض کروں گا کہ یہ ایسا علم ہے جو کہ کشفائی قسم ہے۔ اور اسی طرح اولیائے کرام مردہ اشخاص سے بھی رابطہ قائم کر لیتے ہیں۔ اور کئی حقیقوں کا علم انہیں پتہ چل جاتا ہے۔

آج کے اس جدید دور میں بھی اگر آپ "کولمبیا انسٹیٹیوٹ" یا

ص ۳۳۹ کھول کر دیکھیں تو وہاں آپکو ایک لفظ "Necronamig" نظر آئے گا۔ فاضل مقالہ نگار لکھتا ہے کہ

"Practice of before telling the future combination with the dead practices O.T and classical period practice continuous in certian pramative cultured"

"یعنی قدیم ادوار میں یہ ایک مراقبہ کی قسم تھی جسے کشف القبور بھی کہہ سکتے ہیں اور اس طرح آئندہ آنے والے واقعات کا بھی پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ یعنی اُس دور میں بھی آج کا سائینس اور آج کے مغرب کے جو علما اور سکالر ہیں وہ بھی اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ جہاں تک وسیلے کا تعلق ہے تو قرآن حکیم اس ضمن میں واضح طور پر فرماتا ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا
إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

(ترجمہ) اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو
اُس تک وسیلہ

اس سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلے کے ذریعے سے انسان پہنچ سکتا ہے۔ ہم جس قدر نیک لوگوں کے قریب ہوں گے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہو جائیں گے۔ جتنے بھی اولیائے کرام

ہیں جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن حکیم کی تعلیماتِ عالیہ کی روشنی
میں انسانیت کی فلاح و بہبود کیلئے کام کر رہے ہیں

مولانا علامہ عبدالحلیم صاحب نے نہایت اہم موضوعات کو
چھیڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم قرآن حکیم پر عمل پیرا
ہو سکیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیماتِ عالیہ پر بھی
عمل پیرا ہو سکیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اولیائے کرام اور
جتنے بھی نیک لوگ ہیں۔ ہم ان سے فیض حاصل کر سکیں۔ اور ان
کی تعلیماتِ مبارکہ پر عمل کر سکیں۔

میں اس کاوش میں مولانا علامہ عبدالحلیم صاحب کو تہ دل
سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

کی محمد سے وفاتونے تو ہم تیرے ہیں۔
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں۔

پروفیسر نثار احمد جمیل

پرنسپل
گورنمنٹ کالج پیر پھلاہی

مولانا عبد الحلیم صاحب چکوال کے علمی اور دینی حلقوں کی وہ ممتاز اور محترم شخصیت ہیں جو ایک طویل عرصہ سے ستائش کی تمنا سے بے نیاز اور صلہ کی پرواہ کے بغیر خلوص نیت اور دیانتِ فکر کے ساتھ اشاعتِ دین اور تبلیغِ اسلام کے لئے اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ — علمی کاموں میں استفراق اور خدمتِ اسلام کے لئے ذوق و شوق کے باوجود آپ انتہائی شگفتہ مزاج علومِ مجلسی کی لطافتوں سے آشنا اور تحقیق و جستجو کی باریکیوں سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ مولانا رومؒ کا یہ مصرع آپ کی فکری اور عملی زندگی کا آئینہ دار ہے۔

ع کارِ مرداں روشنی و گرمی اسرت۔

آپ کی تحریروں اور تقریروں کا مقصدِ وحید علمائے اہل سنت کے فکر و فلسفہ کی حقیقتوں کا پرچار اور صحابہ کرامؓ - اولیائے عظامؓ کی عظمتوں کے اُن نقوش کی جلوہ نمائی ہے جن کے فیضان سے رُشد و ہدایت کی شمعیں جلیں۔ ان پاکیزہ ہستیوں نے دینِ حق کی جو خدمت کی وہ ہماری تاریخ کا روشن باب ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ بادشاہوں نے فقط زمین پر قبضہ کیا۔ مگر ان درویشوں نے اپنی روحانی فتوحات کے ذریعے زمین والوں کے دلوں کو اپنے لہرے میں لے لیا۔ ان ہی باصفا ہستیوں کو ہم "ولی" یا "صوفی" کہتے ہیں۔

جن کے مزار آج بھی عقیدت مندوں کیلئے وہ سرچشمہ
اخوت و محبت ہیں جہاں سے زائرین انفرادی طور پر اپنے وجود کی
تطہیر کرتے ہیں۔

زیر نظر کتاب دراصل ایسے ہی ارباب صفا کا تذکرہ اور ان
کی حیات پر ور تعلیمات کی تجلیاں پیش کرنے کی ایک کوشش ہے۔
اس مختصر لیکن فکر انگیز کتاب میں مولانا عبدالحلیم صاحب نے اپنے
مخصوص اسلوب اور حکیمانہ انداز میں بعض موضوعات پر اظہار خیال
کیا ہے۔ اور ان اعترافات کا بھی تسلی بخش جواب دیا ہے جو بعض لوگوں
کے قلب و ذہن میں شکوک و شبہات ابھارنے کا باعث ہو سکتے ہیں
آپ کی تحریر سے کم از کم یہ حقیقت واضح ہے کہ آپ کے ایمان و یقین
کا مرکز و محور اور تمام تصورات و اعتقادات کا ماخذ و مرجع کتاب
و سنت ہے۔ اور یہی جذبہ صادقہ اس کتاب کی تصنیف کا محرک ہے
مولانا عبدالحلیم کی یہ کاوش اس لحاظ سے بھی قابل قدر ہے
کہ آپ نے اخلاقی بحران اور فکری انتشار کے اس دور میں جب کہ
تہذیبِ حاضر کی روشنی کے باوجود ہم روشنی قلب و نظر سے محروم ہیں
اور ہماری مثال اُس بھٹکے ہوئے مسافر کی مانند ہے جس کے سامنے
منزل ہے تو سمت کا پتہ نہیں۔ سمت سفر معلوم ہے تو منزل متعین
نہیں۔ اور اسی بے آگہی کے بحران نے ہمارے قومی وجود کو شکست
و ریخت سے دوچار کر رکھا ہے۔ بقول اقبالؒ ”عمرِ حاضر کے
انسان کا المیہ یہی ہے۔“

سے باہمہ ذوق آگہی، مائے یہ پستی بشر
سارے جہاں سے باخبر، اپنے جہاں سے بے خبر

ایسے مخصوص حالات میں ایسی پاکیزہ تحریر کے ذریعے اپنے قاری
کو اسلاف کی زندگی سے اکتساب کرنے اور صوفیائے کرام کے سیرت و
کردار سے قلب و ذہن کو منور کرنے کی بالواسطہ ترغیب دے کر بطور
عالم دین آپ نے جو فریضہ سرانجام دیا ہے وہ ہر لحاظ سے قابل ستائش
ہے۔

۲۰ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ

۱۴ جولائی ۱۹۹۰ء

پروفیسر نثار احمد جمیل
پرنسپل گورنمنٹ کالج
پیر پھلاہی

شیخ الحدیث
مولانا - علامہ
محمد عبدالحکیم شرف قاری جامعہ نظار ضویہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مولانا علامہ عبدالحکیم سلمہ ربّے بڑے باصلاحیت اور نوجوان عالم دین ہیں
جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ لائین پارک چکوال اُن کی کوششوں سے روز
افزوں ترقی پر ہے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ العزیز مستقبل قریب میں یہ ادارہ اپنے
علاقے کا عظیم ادارہ ہوگا۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ وہ اپنی کثیر مصروفیات کے باوجود تصنیف و
تالیف کے بھی کچھ وقت نکال لیتے ہیں۔ گذشتہ دنوں ایک رسالہ "جمال
المسائل" شائع کر چکے ہیں۔ پیش نظر رسالہ "جمال تصوف" اُن کی دوسری
اور عمدہ کوشش ہے۔ جس میں انہوں نے قرآن و حدیث کے حوالے سے تصوف کی
حزرت اور اہمیت بیان کی ہے۔ مسئلہ تو سئل پر روشنی ڈالی ہے۔ آخر میں
مختصر طور پر کرامات پر گفتگو کی ہے اور حضرت مولانا خواجہ غلام نبی اللہی رحمۃ اللہ علیہ
کے حالات تحریر کئے ہیں۔ اس طرح اس کتاب میں قاری کے لئے دلچسپی کا خاصا
مواد جمع ہو گیا ہے۔

مولانا علامہ عبدالحکیم صاحب چکوال اور اُس کے مضافات کے علماء
اہل سنت کا تذکرہ بھی لکھ رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ کوشش قابلِ قدر ہے
کیونکہ اس علاقے میں بڑے بڑے حفاظ اور علماء گذرے ہیں جنکے احوال و آثار جمع
کرنے کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔

محمد عبدالحکیم شرف قاری نقشبندی

۱۰ ذی قعدہ ۱۴۱۰ھ - ۲۴ جون ۱۹۹۰ء

86552

69050

عابدین شاہ

ناظم بہاؤ الدین زکریا لائبریری
بمقام چھبئی نزد چوآسیدن شاہ ضلع چکوال

حضرت مولانا حافظ عبدالحلیم صاحب مدظلہ العالی چکوال شہر سے پندرہ
کلومیٹر دور کھوکھر زیر میں جناب حافظ محمد یوسف صاحب کے گھر ۱۹۴۹ء
میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ اسلامیہ اشاعت
العلوم چکوال اور دیگر مدارس سے درسِ نظامی اور تنظیم المدارس کے
امتحانات میں کامیابی حاصل کر کے سند حاصل کی۔ سلسلہ عالیہ
نقشبندیہ میں آستانہ عالیہ **لہ شریف ضلع جہلم** کے سجادہ نشین
پیر اہلیت الحاج محمد مطلوب الرسول صاحب مدظلہ العالی کے دستِ حق
پرست پر بیعت کی۔

۱۹۴۱ء میں مولانا نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد چکوال شہر کے
محلہ لائن پارک میں جناب حاجی محمد گل و جناب حاجی غلام حسین کی
۱۹۴۵ء میں تعمیر کردہ مسجد حیات النبیؐ میں خطابت و امامت کے
فرائض انجام دینے شروع کئے۔

آپ کی دور رس نگاہ نے جلد ہی دیکھ لیا کہ یہاں مدرسہ کا
قیام ضروری ہے۔ چنانچہ توکلًا علی اللہ ۲۴ ستمبر ۱۹۴۲ء کو اس
مسجد میں جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ کی بنیاد رکھی گئی۔ ابتدائی
طور پر جامعہ میں قرآن پاک کی تعلیم حفظ و ناظرہ کا بندوبست کیا گیا
لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ادارے میں درسِ نظامی -
تجوید و قرأت - شعبہ دارالتصنیف اور اب عربی فاضل تک تعلیم کا

بندوبست کر دیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی انگریزی پرچہ کی تیاری اور میٹرک ایف اے اور بی اے تک کا انتظام کیا گیا۔ مزید برآں جامعہ کے زیر اہتمام بچیوں کیلئے مدرسۃ البنات قائم ہے۔ جس میں ستر کے قریب بچیوں کو حفظ و ناظرہ کی تعلیم اور ارکانِ اسلام کی بنیادی تعلیم دی جاتی ہے۔ چند سالوں میں مدرسہ کے مذکورہ بالا شعبوں میں قیام اور عمارت میں دُست بے شک حضرت مولانا کی شاندار کارکردگی کا عملی نمونہ ہے۔

چکوال شہر میں امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مناسبت سے یومِ رضا منائے جانے کا باقاعدہ آغاز حضرت مولانا محمد عبدالحکیم صاحب شرف قادری مدظلہ العالی نے ۱۹۴۱ء میں کیا تھا۔ جب کہ آپ مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم میں پڑھاتے تھے۔ ۱۹۴۳ء میں مولانا مذکور جب چکوال سے تشریف لے گئے تو اس عظیم کام کو جاری رکھنے کی سعادت حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب کے حصے میں آئی۔ چنانچہ ۱۹۴۸ء سے تادم تحریر جامعہ ضحا کے زیر اہتمام ہر سال ۲۴ صفر المنظر کو حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں "مجددین کانفرنس" کا انعقاد ہوتا ہے۔

جامعہ ضحا کے زیر اہتمام ۱۹۴۴ء سے ہر سال "مقامِ مصطفیٰ کانفرنس" بھی منعقد ہوتی ہے۔ اس کانفرنس میں اب تک ملک کے تمام اکابر علماء اہل سنت تشریف لاکر علاقہ کو اپنے نورانی مواعظ سے مستفین فرما چکے ہیں۔ علاوہ ازیں ملکی سطح پر یا رسول اللہ کانفرنس بھی ہو چکی ہے

اسکی بھرپور کامیابی کے متعلق مولانا کے نام ایک مکتوب میں حضرت مولانا محمد انور قریشی فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف حال خلیب مسجد سیدنا امیر حمزہؓ پنڈ دادنخان شہر تحریر فرماتے ہیں۔

” بندہ اپنی اور اپنے احبابِ مسلک کی طرف سے جناب کی عظیم خدمات اور قربانیوں کو سپاس نامہ پیش کرتا ہے۔ اتنی عظیم اور معنی خیز کانفرنس کا انعقاد اور اس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں آپ کا کردار قابلِ صد تحسین ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین کسی شخص کا محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ جس سے چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے اس کو اپنے دین کی خدمت کی سعادت سے نوازتا ہے۔“

۱۹۷۲ء میں ملکی سطح پر چلنے والی تحریک ختم نبوت میں بھی مولانا نے بھرپور حصہ لیا۔ ان گوناگوں مصروفیات کے ساتھ آپ نے تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رکھا۔ آپ کے مضامین آئے دن اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ایک کتاب ”جمال المسائل“ شائع ہو کر اہل علم سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔ اس کتاب کے متعلق آپ کے استادِ محترم حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور آپ کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

” آپ کی تصنیف لطیف ”جمال المسائل“ موصول ہوئی بڑی بہترین کوشش ہے۔ نماز کی اہمیت اور اس کے مسائل۔ درود شریف کے فضائل۔ پھر بیس رکعت تراویح۔ دعا بعد جنازہ

نہایت عمدہ ترتیب ہے۔

فقیر دل کی گہرائیوں سے آپ کو ہر یہ تبرکیا پیش کرتا ہے۔
 "جمال تصوف" آپ کی تازہ کاوش ہے۔ حسب سابق اس میں
 بھی آپ نے مضامین کی ترتیب کا جدید انداز اپنایا ہے۔ اور
 ایک تسلسل کے ساتھ کئی موضوعات کو معتبر حوالوں اور سہل طریقہ
 سے تحریر فرمایا ہے۔ اُمید ہے کہ آپ کی یہ کوشش بھی علمی حلقوں
 میں بالخصوص اور کم پڑھے لکھے مسلمانوں میں بالعموم پسندیدگی کی نظر
 سے دیکھی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے

عابد حسین شاہ

۲۰ ستمبر ۱۹۰۰ء

ناظم بہاؤ الدین زکریا لائبریری
 بمقام چھنبی نزد چوآسیدن شاہ

ضلع چکوال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ حَمْدًا كَثِيرًا وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ
وَإِلَى الْعَظِيْمِ وَأَصْحَابِهِ الْفَخِيْمِ

أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

(ترجمہ) اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت

قرآن میں تصوف کا ثبوت

مفسرین فرماتے ہیں **وَيُزَكِّيهِمْ** سے مراد دلوں کی صفائی ہے۔ قاضی

شہداء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں **وَيُزَكِّيهِمْ** سے مراد ان کو پاک کرنا ہے یعنی ان کے دلوں کو غلط عقائد اور اللہ کے سوا دوسروں کے ساتھ لو لگانے

سے پاک کرنا ہے۔ نفوس کو زریں خصائل سے ظاہر بنانا ہے اور اجسام کو نجاستوں

گندگیوں اور بُرے اعمال سے صاف کرنا ہے۔ (مظہری) **صَابِغِيْنَ الْقُرْآنِ وَيُزَكِّيهِمْ**

کے تحت فرماتے ہیں "اپنے تھوڑے روحانی سے دلوں کے آئینوں کو جلاوے اور

روشن کرے تاکہ حقائق و معارف ان میں جلوہ نما ہو سکیں" (**صَابِغِيْنَ الْقُرْآنِ**)

فائدہ :- قرآن نے تزکیہ نفس کو قرب الہی کا ذریعہ بتایا ہے تاکہ طالب

حق ذکر و فکر کے ذریعے طہارت قلب، صفائی دل کر کے اپنی حقیقت و

معرفت کی شمع روشن کرے تاکہ اس کے اندر ایقان و عرفان کے چراغ جسل
اٹھیں اور پھر اس کا دل تجلیاتِ الہی کا مرکز بن جائے۔

حدیث میں تصوف کا ثبوت

قَالَ فَأَخْبَرَنِي عَنِ الْأَحْسَانِ قَالَ إِنْ تَعْبُدَ
اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّ لَكَ تَرَهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ
قَالَ لِي يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مِنَ السَّائِلِ قُلْتُ اللَّهُمَّ
وَرَسُولَهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ وَيُنَكِّمُكُمْ

(رواہ مسلم) ترجمہ: جبریل علیہ السلام نے کہا مجھے احسان کے متعلق
بتائیے۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا "اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا تو اُسے
دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تو اُسے نہیں دیکھ رہا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے" پھر نبی کریم
علیہ السلام نے فرمایا "اے عمر! کیا تم جانتے ہو سائل کون تھا؟" میں نے عرض کیا اللہ
اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا "یہ جبریل علیہ السلام تھے تمہیں تمہارا دین
سکھانے آئے تھے۔" (مسلم نے روایت کی) (مشکوٰۃ شریف)

تفسیرِ حدیث :- اس حدیث سے پتہ چلا کہ دین کی بنیاد اور
اُس کا کمال تین چیزوں پر ہے۔ فقہ، علم عقائد اور علم
تصوف و سلوک۔ اس حدیث میں یہ تینوں مقام بیان فرمادیئے۔

اسلام فقہ کی طرف اشارہ ہے جس میں اعمال و احکام شرعیہ کا بیان ہوتا ہے۔ ایمان
اعتقادی مسائل اور اصول کلام کی طرف اور احسان اصل تصوف کی طرف اشارہ ہے
جو اللہ کی طرف سچی توجہ سے عبارت ہے۔ تصوف کے تمام معانی جن کی طرف

مشائخ طریقت نے اشارات فرمائے ہیں۔ اسی معنی کی طرف دلالت کرتے ہیں۔ لہذا تصوف اور علم عقائد و کلام ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ وجود میں آ سکتا ہے اور تصوف فقہ کے بغیر بھی معرض وجود میں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ احکامات الہیہ کی فقہ کے بغیر شناخت نہیں ہو سکتی۔ اور فقہ تصوف کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ سچی توجہ کے بغیر عمل مکمل نہیں ہو سکتا اور یہ دونوں ایمان کے بغیر صحیح اور درست نہیں ہو سکتے۔ جیسے روح اور جسم ایک دوسرے کے بغیر وجود میں نہیں آ سکتے اور نہ ان میں کمال پیدا ہو سکتا ہے۔ اسی بنا پر امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا :-

مَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَذَنَّدَقَ وَمَنْ تَفَقَّهَ
وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا
فَقَدْ تَحَقَّقَ۔ (ترجمہ) جو شخص صوفی بنا لیکن علم فقہ حاصل نہ

کیا تو وہ بے دینی کا شکار ہو گیا۔ اور جس نے فقہ حاصل کی مگر تصوف و فقر اختیار نہ کیا تو وہ فسق میں مبتلا ہو گیا۔ اور جس نے دونوں کو جمع کیا وہ تحقیق کے مقام پر فائز ہو گیا۔ (اشعۃ اللمعات - شرح مشکوٰۃ)

حدیث کے ترجمہ و تفسیر سے ظاہر ہے کہ احسان یا تصوف و سلوک صرف علم کا نام نہیں اس لئے علم کے پڑھ لینے سے آدمی عارف باللہ نہیں بن جاتا جیسے کسی شخص کو نماز یا روزہ اور حج کے مسائل کا علم ہو تو محض علم کے ہونے سے وہ نہ نمازی بن سکتا ہے اور نہ روزہ دار نہ حاجی۔ یہ اعمال ہیں جن کا تعلق صرف علم سے نہیں بلکہ عمل سے بھی ہے۔ اس بحث سے ثابت

یہ ہوا کہ علم کی روشنی میں عمل کیا جائے اور ساتھ ساتھ اپنے مشیخ سے توجہ لی جائے
 تو حق و صداقت کی راہ میں انوار و برکات ظاہر ہوتے ہیں اور نیکی و پاکدامنی کے
 چراغ جلتے ہیں۔ رشد و ہدایت کے چشمے پھوٹتے ہیں اور دلوں کا زنگ اترتا
 ہے۔ دل انوار و تجلیات کا مرکز بن جاتے ہیں پھر ساری کائنات روشن دلوں
 کے اندر سما جاتی ہے۔ جدھر بھی دیکھا جائے جلوۂ حسنِ یار نظر آتا ہے لیکن اس
 کیلئے شرط یہ ہے کہ باطن کی آنکھ بیدار ہو۔ بقول علامہ اقبالؒ

ظاہر کی آنکھ سے نہ متا شاکرے کوئی

ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

قرآن اور حدیث سے تصوف کو اجمالاً بیان کیا گیا ہے۔ اب
 تصوف کی حقیقت اور اس کے مفہوم کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک
 عالم پڑھنے والا آدمی بھی اس کو باسانی سمجھ سکے اور اس میں غور و فکر کر سکے
 پہلے ہم لفظ صوفی پر گفتگو کریں گے۔

صوفی کا ماخذ "سوف" ہے جو یونانی زبان کا لفظ ہے

سوف کا معنی حکمت ہے۔ اسی لئے حکیم اور دانشور کو فیلسوف کہتے
 ہیں۔ فیلا کا معنی محب اور صوف کا معنی حکمت یعنی دانش و حکمت سے
 محبت کرنے والا۔ سوف کے لفظ کو جب عربی میں ڈھالا گیا تو تحریف کے
 بعد صوفی ہو گیا۔ بعض کے نزدیک صوفی صفا سے ماخوذ ہے کیونکہ یہ لوگ
 ظاہر اور باطن دونوں کی صفائی اور پاکیزگی کا بے حد اہتمام فرماتے ہیں اس
 لئے ان کو صوفی کہا جانے لگا۔ بعض علماء نے "صف" کو صوفی کا ماخذ
 قرار دیا ہے۔ کیونکہ جہادِ اصغر ہو یا جہادِ اکبر یہ لوگ ہمیشہ صفِ اول

میں ظاہری اور باطنی دشمنوں کے سامنے سینہ سپر ہوتے ہیں۔ بعض اہل علم نے کہا صوفی کو اس لئے صوفی کہتے ہیں کہ وہ صوف یعنی لپشم وغیرہ کا لباس پہنتا ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ اصحابِ صُفہ کی نسبت سے انہیں صوفی کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا لفظ صوفی ماخوذ مضافات سے ہے جسکے معنی پاکی کے ہیں۔ یعنی وہ بندہ کہ حق تعالیٰ نے جسکو نفس کی آفتوں اور برائیوں سے پاک کر دیا ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں۔ کہ صوفیوں کے اصول پانچ ہیں۔ اول: صوم، دوم: قیام شرب لعبادت، سوم: اخلاص عمل بہ تقرب الی اللہ، چہارم: رعایت اعمال اور کسی رکن میں خدا سے غافل نہ ہونا، پنجم: توکل

علامہ ابن خلدون تعلیم غوثیہ۔ فوائد الفواد۔ صوفی کے لفظ کی تحقیق کے بعد تصوف کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔ تصوف کیا ہے۔ حضرت **حضرت سلطان باہورؒ** فرماتے ہیں "تصوف کے چار حروف ہیں یعنی ت۔ ص۔ و۔ ف

ت سے مراد یہ ہے کہ راہِ مولیٰ اپنے آپ کو تصرف کرے۔

ص سے مراد صراطِ مستقیم ہے یعنی سیدھے راہ پر چلنا۔

و سے مراد وعدہ خلافی نہ کرنا۔

ف سے مراد فتح الغیب اور فنا فی النفس ہونا ہے۔

پس جو کوئی ان کے معانی سے واقف نہیں اور ان کا عامل نہیں وہ ہرگز تصوف سے آشنا نہیں ہے۔

حضرت معروف کرخیؒ سے پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے ؟
 تو آپ نے فرمایا ”حقائق کا اختیار کرنا۔ حقائق پر گفتگو کرنا اور
 مخلوق کے پاس جو کچھ ہے اُس سے کنارہ کش ہونا تصوف ہے“
 (فوائد العواد) تصوف کا معنی ہے عبادت پر ہمیشہ پابندی کرنا
 اللہ تعالیٰ کی طرف ہمہ تن متوجہ ہونا۔ دنیا کے زیب و زینت
 کی طرف سے روگردانی کرنا۔ لذتِ مال و منال اور جاہ و حلال
 جس کی طرف عام لوگ متوجہ ہیں اس سے کنارہ کش ہونا۔ یہ طریقہ
 صحابہ کرام اور سلف صالحین میں عام مروج تھا (مقدمہ علامہ ابن خلدون)
علامہ جویری لکھتے ہیں کہ عہد رسالت میں جن لوگوں نے ذاتِ
 رسالتؐ سے فیضِ باطنی و ظاہری حاصل کیا ان کے لئے صحابی
 سے بڑھ کر اُس وقت کوئی اور لفظ ممتاز یا معزز نہیں ہو سکتا تھا
 پھر جو لوگ صحابہؓ سے فیضیاب ہوئے ان کے لئے ’تابعی‘ اور پھر
 تابعین سے جنہوں نے اکتساب کیا ان کیلئے ’تابع تابعین‘ سے بڑھ کر
 کوئی لفظ موزوں نہیں تھا۔ جب تبع تابعین کا زمانہ بھی گذر گیا
 اور صرف وہ لوگ باقی رہ گئے جنہوں نے تبع تابعین سے زانو سے
 تلمذتہ کیا تھا۔ ان کیلئے ’صوفی‘ کا لفظ استعمال کیا گیا۔ کیونکہ تبع
 تابعی کے بعد اگر کوئی لفظ موزوں ہو سکتا تھا تو وہ صرف ’صوفی‘ کا لفظ ہے
ابو بکر اکتسانی فرماتے ہیں ”تصوف‘ خلق کا نام ہے جو خلق میں تجھ
 سے برتر ہوگا وہ صفائی میں بھی تجھ سے بڑھا ہوا ہوگا۔“
حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے تصوف کی تالیف اس طرح

کی ہے "یہ راستہ طے کرنے کیلئے وہی موزوں اور مناسب ہے جو اپنے
سیدھے ہاتھ میں قرآن مجید رکھتا ہو اور بائیں ہاتھ میں سنتِ مصطفوی
صلی اللہ علیہ وسلم - اور ان دو چراغوں کی روشنی میں چلتا ہوتا کہ
شبہ کی غار میں نہ گرے اور بدعت کی تاریکی میں نہ بھٹک جائے
(تذکرۃ الاولیاء)

ابو سعید الخزارؓ فرماتے ہیں کہ تصوف یہ ہے کہ "جس کے دل کو
اُس کا رب پاک صاف کر دے اور اُس کا دل انوارِ الہی سے لبریز
ہو جائے اور جو شخص ذکرِ الہی شروع کرے اُسی کی لذت و سرور
میں کھو جائے۔"

حضرت امیر خسرو کے الفاظ میں جذب و شوق کا وہ مقام
حاصل کرنے سے من تو شدم تو من شدم من تن شدم تو جاں شدم
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگر
حضرت سہیل بن عبد اللہ شہرستانیؒ فرماتے ہیں کہ تم
کھانا اور خدا کی ذات سے سکون حاصل کرنا اور خلقِ خدا سے گریز کرنا تصوف
ہے۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں التَّصَوُّفُ هُوَ اَنْ
يَمِيتَكَ الْحَقُّ عِنْدَكَ وَيُحْيِيكَ بِهِ يَعْنِي تَصَوُّفٌ
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے تیری ذات سے فنا کر دے اور اپنی ذات
کے ساتھ تجھے زندہ کرے۔

حضرت بیزبلویؒ جو اعلیٰ حضرت خواجہ غلام نبی اللہیؒ قدس سرہ

کے اجل خلفاً میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں فَقَدْ سَأَلَنِي سَائِلٌ بِلِسَانِ الْحَالِ
 مَعْنَى الْفَقْرِ فَقُلْتُ مَجِيئاً لَمْ تَرَكَ الْأَشْأَرَ وَالذِّكْرُ عَلَى الدَّوَامِ وَقِلَّةُ الطَّعَامِ
 وَقِلَّةُ النَّيَامِ وَقِلَّةُ الْكَلَامِ وَقِلَّةُ الْاِخْتِلَافِ مَعَ الْاِنَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ
 وَالنَّاسِ نِيَامٌ وَالصَّلَاةُ بِحَضُورِ الْقَلْبِ عَلَى سَيِّدِ الْاِنَامِ - فَمَنْ عَمِلَ بِمَا
 حَرَّرْنَا فَسَيُوتِيهِ اللهُ اَجْرًا عَظِيماً وَمَنْ نَكَثَ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا ط

مجموعہ سے ایک سائل نے پوچھا کہ فقر کے کیا معنی ہیں (یعنی تصوف کے
 کیا معنی ہیں) میں نے جواب دیا کہ گناہوں کا چھوڑنا اور ہمیشہ ذکر کرتے
 رہنا۔ کم کھانا۔ کم سونا۔ کم بولنا۔ لوگوں سے میل جول کم رکھنا۔ رات کے
 حصوں میں نماز پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں اور حضور قلب
 کے ساتھ سید الانام پر درود پاک پڑھنا۔ جس نے ہمارے اس
 لکھے ہوئے کے مطابق عمل کیا تو اس کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا کرے گا
 اور جس نے نہ مانا وہ خسران میں رہے گا۔ (انوار حضرت تلمیذی رحمۃ اللہ علیہ)

امام غزالی نے احیاء العلوم میں تصوف کو بیان فرمایا

ترجمہ :- اس منزل کا راستہ یہ ہے کہ پہلے مجاہدہ کرے۔ صفات مذمومہ
 کو مٹائے۔ تمام تعلقات کو توڑ ڈالے اور پوری طرح اللہ کی ذات
 کی طرف متوجہ ہو جائے۔ جب یہ سعادت حاصل ہو جاتی ہے تو
 اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے دل کا متولی بن جاتا ہے اور عسلم کے انوار
 سے اس کو منور کرنے کا ذمہ دار بن جاتا ہے۔

أَوْلِيَاءَ اللَّهِ هُمَا كَاقْوَالٍ سَعْلُومٌ هُوَا كَهْ تَصُوفٌ كَا وَه رَا س
 جس کو اولیاء اللہ اپنا زندگی کا مقصد بناتے ہیں ان کی ساری زندگی

صفا اور تزکیہ کے پر خار مرحلوں کو صدقِ دل سے طے کرنے کے لئے
وقف رہتی ہے۔

الَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ^ط

(ترجمہ) سُنو بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف
ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

صاحبِ قاموس فرماتے ہیں "وَلِيٌّ" کا معنی قرب اور نزدیکی ہے
وَلِيٌّ اس سے اسم ہے اس کا معنی ہے قرب۔ محب۔ صدیق اور
مددگار۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں ولی اُس کو کہتے ہیں جس کا دل
ذکرِ الہی میں متغرق رہے۔ شبِ روز وہ تسبیح و تہلیل میں مصروف
ہو۔ اس کا دل محبتِ الہی سے لبریز ہو اور کسی غیر کی وہاں گنجائش
تک نہ ہو۔ وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیلئے۔ اگر کسی
سے نفرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے۔ یہی وہ مقام ہے جسے فنا فی اللہ
کا مقام کہتے ہیں۔ (منظہری)

وَلِيٌّ دَوْتِسْمِ كَيْ هِيں۔ ۱، ولی تشریحی ۲، ولی تکوینی

ولی تشریحی ہر نیک مسلمان ہے۔ جسے قربِ الہی حاصل ہو۔

تکوینی ولی وہ ہے جسے عالم میں لقرآن کا اختیار دیا گیا ہو (نور الفرقان)
أَوْلِيَاءَ اللَّهِ كِي عَلَامَت : حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

کو فرماتے سنا " کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ تم میں سب سے اچھے کون لوگ ہیں " صحابہؓ نے عرض کیا " یا رسول اللہ صرور فرمائیے " فرمایا " جن کو دیکھنے سے اللہ کی یاد ہوتی ہو " (ابن ماجہ)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِبَادِ اللَّهِ الَّذِينَ إِذَا رَعَوْا ذَكَرُوا اللَّهَ تَعَالَى -

اللہ کے اچھے بندے وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے۔ (مشکوٰۃ شریف)

عبداللہ بن مسعود اور ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ہر وقت ذکر و فکر خداوندی میں دیکھے جاتے ہیں (ابن کثیر) عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ " جو شخص مخلوق سے منقطع ہو کر اللہ کا ہو رہتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکی تمام تکالیف کا خود ذمہ دار ہو جاتا ہے اور اُسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اُسے اس کا گمان تک نہیں ہوتا۔ (ترغیب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جس شخص نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی رکھی میری طرف سے اُس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ میرا بندہ میرا قرب حاصل کرنے کے لئے جو کچھ کرتا ہے۔ میرے نزدیک سب سے محبوب وہ عبادت ہے جو میں نے اُس پر فرض قرار دی ہے۔ اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اُسے محبوب بنا لیتا ہوں۔ اور جب میں اُسے محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اُس کے کان بن جاتا

ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کے ماتھے بن جاتا ہوں جن سے وہ گرفت کرتا ہے۔ اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اور جب وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اُسے دیتا ہوں۔ اور جب میرے پاس پناہ ڈھونڈتا ہے تو میں اُسے پناہ دیتا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف)

ثابت یہ ہوا۔ وہ بندہ مقبول الدعاء بن جاتا ہے کہ مجھ سے خیر مانگے یا شر سے پناہ لے اُس کی ضرور سنتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ اولیاء رب تعالیٰ کی پناہ میں رہتے ہیں تو جو شخص اُن سے دُعا کرائے اُس کی قبول ہوگی۔ اور جو اُن کی پناہ میں آئے وہ رب کی پناہ میں آ جائیگا۔
مولانا جامی فرماتے ہیں۔

یا رسول اللہ بدر گاہست پناہ آوردہ ام

ہمچو کاہے آمدم کوہے گناہ آوردہ ام

حضرت محمدؐ الف ثانیؒ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں

” اولیاء شریعت کے ظاہر اور باطن کے موافق دعوت کرتے ہیں۔

اول مریدوں اور طالب علموں کو توبہ اور انابت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں

احکام شرعیہ کے بجالانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ پھر ذکر الہی بتاتے ہیں

اور تاکید کرتے ہیں کہ ہر وقت ذکر میں مشغول رہیں۔ ظاہر ہے کہ ولی

کی اس دعوت کے لئے جو شریعت کے ظاہر و باطن سے تعلق رکھتی ہے

خوارق کی کیا ضرورت ہے۔ پیری و مریدی اس دعوت سے مراد ہے جس کا

خوارق و کرامات سے تعلق اور واسطہ نہیں۔ وہ علامت جس سے اس گروہ

کا سچا اور جھوٹا جدا ہو سکے یہ ہے کہ جو شخص شریعت پر استقامت رکھتا ہو اُس کی مجلس میں دل کو حق تعالیٰ کی طرف رغبت و توجہ پیدا ہو جائے اور ماسوا کی طرف سے دل سرد ہو جائے۔ وہ شخص سچا ہے (مکتوبات شریف و فردوس) امام رازی فرماتے ہیں "ولایت کے دو رکن ہیں ایک یہ کہ ظاہر میں شریعت کا متبع ہو دوسرا یہ کہ اُس کا باطن نور حقیقت میں مستغرق ہو۔ جب دونوں باتیں پائی جائیں۔ انسان کو ان کے حصوں کی معرفت ہو جائے تو لازماً وہ اللہ کا دوست ہوگا۔ (تفسیر کبیر)

قیامت کے دن اولیاء اللہ کا مقام

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس عرش کے دائیں جانب بیٹھنے والے کچھ لوگ ہوں گے۔ اور اللہ دونوں ہاتھ داہنے ہیں۔ منبروں پر بیٹھے ہونگے منبر نور کے ہوں گے۔ اُن کے چہرے منور ہوں گے۔ وہ نہ انبیاء ہوں گے نہ شہداء ہوں گے نہ صدیقین "عرض کیا گیا" حضور پھر وہ کون لوگ ہوں گے" تین بار فرمایا "وہ اللہ کیلئے باہم محبت کرنے والے لوگ ہونگے" (رواہ احمد) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو انبیاء نہیں مگر قیامت کے دن انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔ "عرض کیا گیا" وہ کون ہیں تاکہ ہم اُن سے محبت رکھیں" فرمایا "وہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ نے اُن کے دلوں میں نور بھردیا ہے اللہ کے نور کی وجہ سے ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہیں۔ نہ اُن میں خونی

رشتہ ہے نہ نسب کا اشتراک - اُن کے چہرے نورانی ہوں گے - وہ
 در کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے - جب لوگ خوف زدہ ہوں گے اُنہیں
 دئی خوف نہ ہوگا - اور جب لوگ غمگین ہوں گے اُنہیں کوئی غم نہ ہوگا
 پھر نبی کریم نے یہ آیت تلاوت فرمائی **اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ** ...
 یاد رکھو! اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے نہ

ہم مغموم ہوتے ہیں - (نسائی شریف)

علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے -

۵ مثل کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
 اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لائخف

وسیلہ کا ثبوت

قرآن اور قرآن کی تفاسیر سے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اُس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جہد جہد کرو اُسکی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں۔ اَلْوَسِيلَةَ سے مراد تقرب الہی ہے۔ ابن منظور لفظ وسیلہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں

الوسيلة في الاصل ما يتوصل به الى الشيء و يتقرب به الى الله (لسان العرب) یعنی جس چیز کے ذریعے

کسی تک پہنچا جائے۔ اور اُس کا قرب حاصل ہو اُسے وسیلہ کہتے ہیں۔ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ لَيَسْتَفْتِحُونَ ۝ اَلْكَافِرِينَ ۝

ترجمہ) اور اُس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا اُنکے پاس وہ جانا پہچانا اُس سے منکر ہو بیٹھے۔ تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ۝

ان یہودا كانوا يستفتحون ۝ ما انزل الله في ذلك من قولهم۔ (ترجمہ) حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں "یہود حضورؐ کی بعثت سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے

اوس اور خزرج کے خلاف فتح کی دعائیں مانگتے تھے۔ جب نبی اکرمؐ

مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ کی نبوت کا انکار کیا۔ اور رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے توہنل سے مانگی ہوئی سالبعہ دعاؤں کا انکار کر دیا
تو معاذ بن جبل۔ بشیر بن برا اور داؤد بن سلمہ نے کہا "اے جماعت یہود!
خدا سے ڈرو اور اسلام لے آؤ۔ جب ہم مشرک تھے تو تم ہمارے خلاف
حضور کے وسیلہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اور ہم کو بتلایا کرتے تھے
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب مبعوث ہوں گے اور حضور کی
ایسی صفات ہوں گی۔ اس کے جواب میں یہودیوں کے قبیلہ بنی نضیر
سے سلام بن مشکم نے کہا کہ حضور ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں لائے جس کو
ہم پہچانتے ہوں۔ یہ وہ بنی نہیں جن کا ہم تم سے ذکر کرتے تھے تو اللہ
تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّا فَخَّرْنَا رَازِي
عَلِيهِ الرَّحْمَةُ تَفْسِيرُ كَبِيرٍ فِي اِسْمِ آيَةِ كِتَابِ رَبِّنَا اِنَّ
اَفْتَمَّ عَلَيْنَا وَاَنْصَرْنَا بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ه (اے اللہ! نبی
امی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہم کو فتح عطا فرما اور ہماری مدد
فرما) تفسیر کبیر) امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ اسی آیت کریمہ کی تفسیر
کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہودی دعا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اَبْعَثْ
لَنَا هَذَا النَّبِيَّ يَحْكُمُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَسْتَفْضِحُونَ
يَسْتَهْزِءُونَ بِهٖ عَلَى النَّاسِ (ترجمہ) اے اللہ! اس نبی کریم
علیہ افضل الصلوٰۃ والتسليم کو مبعوث فرما جو ہمارے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ
فرمائے۔ اور وہ لوگ آپ کے وسیلہ سے لوگوں پر فتح اور مدد طلب کرتے تھے
حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ کفار پر یہودی فتح حاصل کرنے

کیلئے دُعا یوں کرتے تھے "اے اللہ! ہم تجھ سے نبی امی کے وسیلہ سے دُعا کرتے ہیں کہ تو ہمیں ان مشرکین پر فتح دے" (تفسیر درمنشور)

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں "یہود کفار عرب پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے۔ وہ یہ کہا کرتے تھے اے اللہ تعالیٰ اس نبی کو مبعوث فرما جس کی توفیق ہم تورات میں پاتے ہیں تاکہ ہم ان کفار عرب کو عذاب دیں اور قتل کریں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ

اسی آیت شریفہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اللَّهُمَّ رَبَّنَا اِنَّا نَسْأَلُكَ بِحَقِّ اَحْمَدُ بْنُ مَنِ تَا عَلٰى اَعْدَانَا

ترجمہ : اے اللہ! ہمارے پروردگار! ہم تجھ سے اس نبی امی کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں جن کے بھجنے کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا،

اس کتاب کی برکت سے کہ جو تو ان پر نازل فرمائے گا۔ سب کتابوں سے پیچھے۔ پس تو ہم کو ہمارے دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرما (تفسیر

فتح العزیز) علامہ جلال الدین سیوطی جلالین میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں اللَّهُمَّ الصُّرَا تَا فِ

التَّوْرَةِ اے اللہ! ہماری مدد فرما اس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو آخری زمانہ میں مبعوث ہوں گے۔ جن کی نعت اور صفت

ہم تورات میں پاتے ہیں (تفسیر جلالین) اس آیت کے تحت یہ عبادت و دُعا جامع البیان۔ تفسیر مدارک۔ تفسیر کشاف اور دیگر تفاسیر میں

مذکور ہے۔ ثابت یہ ہوا کہ قرآن اور مفسرین کے اقوال سے وسیلہ ثابت ہے۔ اس سے کوئی مسلمان انحراف نہیں کر سکتا۔

وسیلہ کا ثبوت انبیاء سے

سیدنا آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی پاک ﷺ کے وسیلہ سے اس طرح دعا کی " يَا رَبِّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لِمَا غَضَبْتَ لِي اے میرے پروردگار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مجھے معاف فرما دے یہ عبارت تفسیر عزیز ی - زرقانی شریف - مواہب اللدنیہ شریف - حصہ اول کبرے اور دیگر کتب میں مذکور ہے۔

سیدنا نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کیلئے دعا فرمائی تو اس طرح فرمائی۔ اِلٰهِيْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَنْصُرَنِيْ عَلَيْهِمْ بِنُورِ مُحَمَّدٍ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم " ایلہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ان پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی برکت سے میری مدد فرما " (رسالۃ السنین / فی الرد علی المبتدعین الوهابین)

پتہ یہ چلا کہ مشکل وقت میں انبیاء بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے۔ جو رسول اللہ کا امتی ہو۔ کلمہ پڑھنے والا ہو۔ وہ وسیلہ سے کیسے انکار کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ' رسول اللہ کی محبت و اطاعت نصیب کرے۔ آمین

وسیلہ کابوث احادیث اور صحابہ کرام سے

حضرت عثمان بن حنیف بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ دُعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے غافرت دے۔ آپ نے فرمایا "اگر تم چاہو تو اس کو ملتوی رکھو رکھوں اور یہ زیادہ بہتر ہے۔ اور اگر تم چاہو تو دُعا کر دوں" اُس نے عرض کیا "دعا ہی کر دیجئے" آپ نے اُس کو حکم دیا "جا کر اچھی طرح وضو کرو۔ دو رکعت نماز پڑھو اور اس طرح دُعا مانگو "اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے حضور محمد بنی رحمت صلے اللہ علیہ وسلم کے توسل سے متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو۔ اے اللہ تو حضور کی میرے بارے میں شفاعت قبول فرما (ابن ماجہ شریف)

عثمان بن حنیف کہتے ہیں کہ ابھی ہم مجلس سے الگ بھی نہیں ہوئے تھے اور نہ کچھ زیادہ بات کرنے پائے تھے کہ وہ نابینا صحابی واپس آیا تو ایسا معلوم ہوا کہ اُس کو نابینائی کی بیماری کبھی تھی ہی نہیں۔

اسی طرح حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم اس کے سر ہانے آ بیٹھے اس کی تعریف فرمائی اور اُسے اپنی قمیص میں کفنانے کے بعد حضور نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم ابویوب انصاری رضی اللہ عنہم کو خطاب اور ایک سیاہ فام غلام کو بلایا۔ انہوں نے قبر کھودی۔ جب لحد تک پہنچے تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دست اقدس سے لحد تراش کر کے

اُس کی مٹی نکالی ۔

جب قبر تیار ہوگئی تو نبی کریم ﷺ علیہ
 وآلہ وسلم تھوڑی دیر کے لئے اتر کر لیٹ گئے اور فرمایا
 " اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے ۔ خود زندہ
 ہے اُس پر موت نہیں آتی ۔ اے اللہ ! فاطمہ بنت اسد
 کی مغفرت فرما دیجیئے ۔ اُس کو صحیح جواب سمجھا دیجیئے
 اور اس کی قبر کو فراخ فرمائیے ۔ میرے وسیلہ سے اور سابقہ
 انبیاء کرام کے توسل سے ۔

تو ارحم الراحمین ہے اور فاطمہ بنت اسد پر چہار
 تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی ۔

پھر لحد میں خود نبی کریم ﷺ علیہ وآلہ وسلم
 اور عباس بن عبدالمطلبؓ اور ابوبکر صدیقؓ نے اتارا
 (مجمع الزوائد لنورالدین) (وفاء الوفا)

فائدہ

ان احادیث سے معلوم یہ ہوا کہ نبی کریم
 ﷺ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو توسل کا طریقہ
 سکھایا اور عمل کر کے دکھایا
 اب مسلمان کیسے انکار کر سکتا ہے ؟

نبی اکرم ﷺ علیہ وآلہ وسلم

کے وصال کے بعد تو سئل

حضرت مالک الدرا راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط پڑا۔ ایک شخص (بلال بن حارث صحابی) نے روضہ مبارک میں حاضر ہو کر یوں عرض کیا۔ **يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا** (ترجمہ) یا رسول اللہ اپنی امت کیلئے بارش کی دعا فرمائیے کیونکہ وہ لوگ ہلاک ہوئے جا رہے ہیں۔

قال فاتاه النبي صلى الله عليه وسلم في المنام وقال أتت عمر فمدته ان يستق للناس فانهم سيسقون وقل لئن عليك الكيس فأتى الرجل عمر فاخبره قال فبكي عمر وقال يا رب ما آلا ما عجزت عنه؟
خواب میں نبی کریم ﷺ اللہ علیہ وسلم انکے پاس تشریف لائے اور فرمایا "عمرؓ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ لوگوں کے لئے بارش کی دعا کریں انہیں بارش دی جائے گی۔ اور انہیں کہو کہ احتیاط کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔" وہ صاحب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ماجرہ بیان کیا۔ حضرت عمرؓ رو دیئے اور کہا "یا اللہ! میں اپنی بساط بھر کو تباہی نہیں کرتا۔ (سیرت رسول عربی)

الاستیعاب :- ایک آدمی کسی مقصد کیلئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے

بن حنیف رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا انہوں نے فرمایا "وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز (نفل) پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا مانگو اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِلٰی الْاٰخِرَةِ" - انہوں نے یہ عمل کیا۔ نہ صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے ان کی حاجت پوری کر دی بلکہ فرمایا "جب کوئی کام ہو تو میرے پاس آجانا" یہ صاحب واپسی پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملے اور شکر یہ ادا کیا کہ آپ کی سفارش سے میرا کام ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا "میں نے سفارش بالکل نہیں کی۔ میں نے تو تمہیں وہ عمل بتایا تھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نابینا صحابی کو تعلیم فرمایا تھا۔ (الطبرانی) (نشر الطیب) حضرت اوس بن عبد اللہ فرماتے ہیں "ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا۔ اہل مدینہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا "انظرُوا قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَقَالِیْ عَنْہُ وَسَمِّ فَاَجْلُوْمنہ (الیٰ آفرہ) بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک کو دیکھو اور آسمان کی طرف اس کا روشن دان کھول دو تاکہ اُس کے اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے" انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اتنی بارش ہوئی کہ سبزہ اگا۔ اونٹ موٹے ہو گئے اور چربی کی زیادتی کی وجہ سے ان کے جسم پھٹ گئے۔ چنانچہ اس سال کا نام ہی "عام الفتنق" رکھ دیا گیا۔ (مشکوٰۃ شریف) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہو جاتے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے اور عرض کرتے "بارِ الہٰ! ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے محترم چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ تو ہمیں سیراب فرما" تو انہیں

بارش عطا کر دی جاتی (بخاری ترین)

بارگاہ خداوندی میں نبی اکرم ﷺ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ
پیش کرنا تو مسلم تھا ہی۔ حضرت فاروق اعظم نے حضرت عباس رضی
کا وسیلہ پیش کر کے بتلا دیا کہ تو رسول نبی اکرم ﷺ علیہ وآلہ
وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ آپ کے قرابت داروں اور اہل صلاح
امتوں کا وسیلہ بھی پیش کیا جاسکتا ہے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ہے
کہ نبی اکرم ﷺ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ بنایا جاسکتا ہے امتی کو وسیلہ
نہیں بنا سکتے۔ انس بن مالک۔ احمد بن حنبل سے روایت کیا گیا
ہے کہ "میں قبر مبارک کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور
زیارت کر کے عرض کیا "یا خیر الرسل! اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک سچی کتاب
نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا ہے **وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا تَابُوا**
وَجِئَاہ اور میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوں اور اپنے
رب کے حضور میں آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوں آیا ہوں۔ پھر وہ
شعر پڑھے۔ اعرابی نے یہ عرض کیا تو تین مرتبہ قبر انور سے یہ آواز سنی کہ
تجھے بخش دیا گیا (معارف النبوة میں قدر مختلف۔ نشر الطیب)

رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم ابو حنیفہ

اور

توسل

یا مالکی کن شافی فی فاقتی رانی فقیر فی الوری لغناک
اے میرے مالک آپ میری حاجت میں شفیع ہیں میں تمام مخلوق
میں آپ کے غنا کا فقیر ہوں۔

یا اکرم الثقلین یا کنز الوری جدلی بجدک وارضی برضاک
اے جن و انس سے زیادہ کریم۔ اے مخلوق کے خزانے۔

مجھ پر احسان فرمائیں اور اپنی رضا سے مجھے راضی فرماویں۔

انا طامع بالجود منک ولم یکن لابی حنیفۃ فی الانا سواک
میں آپ کی بخشش کا اُمیدوار ہوں اور آپ کے سوا
ابو حنیفہ کا کوئی نہیں۔ (قصیدہ نعمانیہ)

امام مالک اور توسل

حضرت امام مالک مسجد نبویؐ میں تشریف فرما ہیں۔ منصور (بنو عباس

کے خلیفہ ثانی) نے نبی اکرم ﷺ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ انور کی زیارت کیلئے

حاضری دی تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا "اے ابو عبد اللہ! میں

قبلہ رخ ہو کر دعا کروں یا رسول اللہ ﷺ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رخ کروں

امام مالک نے فرمایا

وَلَمْ تَعْرِضْ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيلَتُكَ وَوَسِيلَةُ ابْنِكَ آدَمَ
 إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بَلِ اسْتَفْضَلَهُ وَاسْتَعْتَفَعَهُ بِهِ فَلْيَشْفِهِ اللَّهُ بِكَ
 (ترجمہ) تم اپنا چہرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیوں
 پھرتے ہو۔ حالانکہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تیرے اور تیرے جدِ امجد سیدنا
 آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں بلکہ آپ کی طرف رُخ کر۔ آپ سے شفاعت
 کی درخواست کر۔ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں آپ کی شفاعت قبول فرمائے
 گا (الشفاء)

حضرت امام شافعیؒ اور توسل

أَلِ الْبَنِيِّ ذَرِيعَتِي وَهُمْ إِلَيَّ وَسِيلَتِي (ترجمہ) آل بنی میرا
 ذریعہ ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف میرا وسیلہ ہے۔
 ارجو بہم اُعطی عندا بیدی الیمن صحیفتی (ترجمہ) مجھے
 امید ہے کہ ان کے وسیلہ سے مجھے قیامت کے دن نامہ اعمال دائیں ہاتھ
 میں دیا جائے گا۔ (الصواعق المحرقة احمد بن محمد بن حنبل)

حضرت احمد بن حنبلؒ اور توسل

حضرت احمد بن حنبل نے حضرت امام شافعیؒ کے وسیلے سے دعا مانگی
 تو ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو تعجب ہوا۔ امام احمد نے فرمایا
 إِنَّ الشَّافِعِيَّ كَالشَّمْسِ لِلنَّاسِ وَكَالْعَافِيَةِ لِلْبَدَنِ
 (ترجمہ) امام شافعیؒ کی مثال ایسی ہے جیسے لوگوں کیلئے سورج اور بدن
 کے لئے صحت (شواہد الحق)

امام غزالی اور توسل

آداب سفر میں فرماتے ہیں۔ ویدخل فی جملة
 زیارة قبور الانبیاء علیہم السلام و زیارة
 الصحابة و التابعین و سایر العلماء و الاولیاء و کل من
 یتبرک بمشاهدة فی حیاتہ یتبرک بزیارته بعد وفاتہ و یجوز
 اذا تحیرتم شد الرجال هذا الفرض
 سفر کی دوسری قسم میں انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ، تابعین اور
 دیگر علماء و اولیاء کے مزارات بھی داخل ہیں۔ زندگی میں جس کی زیارت
 سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے وفات کے بعد بھی اُس کی زیارت
 سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔ (احیاء العلوم الدین)

امام ابو عبد اللہ بن النعمان اور توسل

ارباب بصیرت و اعتبار کے نزدیک ثابت ہے کہ اولیاء کرام کے
 مزارات کی زیارت برکت اور عبرت حاصل کرنے کیلئے محبوب ہے کیونکہ
 اولیاء کرام کی برکت (ان کی) ظاہری زندگی کی طرح وصال کے بعد بھی
 جاری ہے۔ اولیاء کرام کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور انکو وسیلہ
 بنانا ہمارے علماء محققین آئمہ دین کا معمول ہے۔ (ابن الحاج المدخل)
 امام ابن الحاج فرماتے ہیں فمن اراد حاجتہ فلیذہب
 الیہم و یتوسل بہم فانہم الواسطۃ بین اللہ
 تعالیٰ و خلقہ ترجمہ: جو شخص کسی حاجت کا ارادہ کرے اُسے چاہیے
 کہ وہ اولیاء کرام کے مزارات پر جائے اور ان کا وسیلہ پکڑے کیونکہ وہ اللہ

تعالیٰ اور اُس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں (المدخل)

مولا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قَبِيلَ اِنْر
تَحْيِرْتُمْ فِيْ الْاُمُوْر فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقَبُوْرِ
ترجمہ: کہا گیا ہے کہ جب تم مختلف امور میں حیران ہو جاؤ تو اہل
قبور سے استعانت کرو یعنی اہل قبور کے وسیلے سے دعا کرو۔
اللہ تعالیٰ مرادیں بر لائے گا۔ (شرح مسند امام اعظم)

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
حمود غزنوی کے پاس حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
کا جبہ مبارک تھا۔ سومنات کی جنگ میں ایک موقع پر خدشہ
ہوا کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائیگی۔ سلطان حمود غزنوی اچانک
گھوڑے سے اتر کر ایک گوشے میں چلے گئے۔ وہ جبہ ماتھ میں
لے کر سجدے میں چلے گئے اور دُعا مانگی (ترجمہ) بارِ اہلبا! اس جیسے والے
کے وسیلے سے ہمیں کافروں پر فتح عطا فرما

جو کچھ مال غنیمت ماتھ آئے گا درویشوں میں تقسیم کر دوں گا۔
اچانک دشمن کی طرف سے شور اٹھا اور تاریکی چھا گئی اور کافراہیں
میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے اور مختلف حصوں میں بٹ گئے۔ لشکر
اسلام کو فتح حاصل ہو گئی۔ اُس رات حمود غزنوی نے حضرت ابوالحسن
خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں فرماتے ہوئے سنا اے حمود
ابوے خرقہ ما برودی بر درگاہ حق کہ اگر دریاں ساعت درخواستی جملہ
کنار را اسلام روز می کرے“ (ترجمہ) اے حمود! تو نے دربار الہی میں

ہمارے جُعبے کی قدر نہ کی۔ اگر تم چاہتے تو تمام کافروں کیلئے اسلام کی درخواست کرتے (تذکرۃ الاولیاء فارسی)

شریعت میں ثابت اور معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی کتنی عزت افزائی فرماتا ہے۔ اور یہ بکثرت ہے اور مشہور ہے۔ علماء مشرق و مغرب کے عظیم اکابر مزاراتِ اولیاء کی زیارت سے برکت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اور حسنیٰ - مصنوعی طور پر اس کی برکت پاتے رہتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ - مولانا رومی اور مولانا جامی اور دیگر بزرگوں سے توسل ثابت ہے لیکن یہاں رقم کرنے سے قاصر ہوں۔

حیاتِ اولیاء

اس پُر فتن دور میں عام کہا جاتا ہے کہ اولیائے کرام کی حیات بعد موت کے فضول ہے اور اہل اسلام کو ان کے فیوض و برکات سے محروم رکھا جاتا ہے۔ بنا بریں عامۃ المسلمین کی رہنمائی کیلئے مناسب خیال کرتا ہوں کہ مسئلہ حیاتِ اولیاء اختصار سے لکھوں جس میں قرآن و حدیث کے دلائل اور صالحین امت کے اقوال اور حکایات پر کچھ تحریر کروں

پہلا مقدمہ

ایک عالم اجسام ہے یعنی جسموں کا جہان ۔

اور ایک عالم ارواح ہے یعنی رُوحوں کا جہان ۔

ایک عالم دنیا ہے اور ایک عالم آخرت ۔

ان دونوں کے درمیان ایک اور عالم ہے جسے 'عالم برزخ' کہتے ہیں یعنی موت کے بعد جو دور گذرتا ہے قبر تک ۔ اس دور میں جو حالات روح اور بدن پر وارد ہوتے ہیں ان کو عالم برزخ سے تعبیر کرتے ہیں

دوسرا مقدمہ

موت کس چیز کا نام ہے ؟

موت صرف اس بات کا نام ہے کہ روح جو کہ اس جسم دنیاوی

کے اندر پابند ہو کر اعضا اور جوارح کے ذریعے جس عرصہ تک اس نے

یہاں رہنا ہے اس مدت مقررہ پر اسے جسم سے الگ کر دیا جائے ۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر جان موت کا ذائقہ چکھنے والی ہے

روح کو موت نہیں ہے ۔ وہ زندہ ہے اب اس کے اخراج کے بعد

یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کا تعلق اور علاقہ ختم ہو جائے بلکہ

ارواح کا علاقہ و اتصال اجسام کے ساتھ باقی رہتا ہے ۔ خواہ روح

آزاد ہو کر علیین میں چلی جائے یا سجیین میں رہے یا جنت

وغیرہ کی سیر کرے ۔ بہر حال اتصال مذکور کے باعث روح اور

جسم سے اولیاء عظام کی حیات مانی جاتی ہے اور یہ بات قدرت

خداوندی سے کچھ بعید نہیں۔ جس درجہ کی روح ہوگی اسی درجہ کے موافق اسے قوت ملے گی۔ اولیائے عظام کو موت کے بعد حیات حاصل ہے ان کے اجسام قبروں میں محفوظ ہیں۔ انہیں مٹی نہیں کھاتی۔ علامہ اسمعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں قَالُوا يَا بَنَاتِ ان كُنْتُمْ صَادِقَاتٍ ه کے تحت فرماتے ہیں "ان حیات الانبیاء والاولیاء حیوة دائمة فی الحقیقة ولا تقطعهما الموت الصوری فانه انما یطرا علی الاحساد بمقارقتہ الارواح مع ان اجسادہم لا تاکلہا الارض فہم بمنزلۃ الاحیاء من حیث الاجساد ترجمہ :- انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی حیات حقیقت میں ابدی ہے۔ موت صوری انہیں نہیں روکتی۔ موت کا اثر اجسام پر ہوتا ہے جبکہ روح مفارق ہو جائے۔ باوجود اس بات کے ان کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی۔ حاصل یہ نکلا کہ اولیائے عظام جسموں کے لحاظ سے بھی زندہ ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمُ الْاٰلِہِیْمِیْنَ سیدھے راستے پر چلا۔ اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ عوہ فرمائیے! قرآن کریم نے سیدھے راستے کی تعریف بیان فرمائی ہے کہ جس راستے پر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور انعام یافتہ بندے گزرے ہیں وہ سیدھا راستہ ہے۔ بیشک قرآن کریم اور حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصل اور صحیح راستہ یہی ہے۔ کہ جس پر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور انعام یافتہ بندے

چلتے ہیں وہ صراطِ مستقیم ہے

انعام یافتہ لوگ کون ہیں ؟

انبیاء کرام - صدیقین - شہداء عظام - اولیاء صالحین اُمت

ان کا راستہ صحیح راستہ ہے اور منزل مقصود پر پہنچانے والا ہے

یہی راستہ خداوندِ عالم سے ہم مانگ رہے ہیں

صالحین اُمت اولیاء کے بارے میں کیا ارشاد فرما رہے

ہیں اور ان کا کیا سلوک ہے -

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح الصدور فی حال الموتی والقبور

میں چند واقعات اولیاء اُمت سے نقل فرماتے ہیں

وفی الرسالة للقشیری بسندہ عن الشیخ ابی سعید الحرانی قال

كنت بمكة فرأيت بابا بنی شیبہ شاباً جیتاً فلما نظرت

الیہ تبسّم فی وجهی و قال لی یا ابا سعید اما علمت

انّ الاحباء احياء وان ماتوا انما ينتقلون من دار الی دار

علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں شیخ ابی سعید خزاز

رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں " شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں

مکہ شریف میں تھا کہ ایک جوان کو باب بنی شیبہ پر مردہ پڑا

دیکھا۔ میں نے جب نظر غور سے دیکھا تو مسکرایا اور کہا اے ابو سعید

کیا تو نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کے پیارے زندہ ہوتے ہیں اگرچہ مر جائیں

جیسا کہ حاشیہ مشکوٰۃ میں ہے

أُولِيَاءِ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ

وَالْكَفْرُ يَنْتَقِلُونَ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ ترجمہ :- اللہ تعالیٰ

کے ولی مرتے نہیں بلکہ ایک دار سے دوسرے دار کی طرف انتقال فرماتے

ہیں۔ حضرات! دیکھیے۔ اولیاءِ عظام موت کے بعد زندہ ہوتے ہیں۔ ان کے اجسام زندہ ہیں۔ سنتے دیکھتے ہیں۔ کلام فرماتے ہیں اُن کی موت ایک آئی تھی۔ اب موت کے بعد حیاتِ ابدی سے مستفیض ہو گئے۔

سے ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ماسا

اسی رسالہ میں مرقوم ہے

عن الشیخ ابی علی الرود باری اند الحد فقیراً فلما فتح
راس کفنه وطلعہ علی التراب لیرحمہ اللہ غیر بیتہ
قال فتح لی عینہ وقال لی یا ابا علی تذللنی بیت
یدی من ید للتی فقلت یا سیدگا (الی الآخرہ)

ترجمہ: شیخ ابو علی رود بادل سے نقل فرماتے ہیں اُنہوں نے ایک
بزرگ کو لحد میں رکھنا چاہا اُس کے کفن کو کھولا اور مٹی پر رکھا کہ
اللہ تعالیٰ اس کی غربت پر رحم فرما دے۔ اس نے میرے لئے
آنکھیں کھول دیں اور کہا اے ابو علی! تو مجھے اس کے سامنے
ذلیل نہ کر جو میرے ناز اٹھاتا ہے۔ میں نے کہا "اے میرے آقا
کیا موت کے بعد حیات ہے؟" اُنہوں نے کہا "بلکہ میں زندہ ہوں
اور جو بھی خدا کا پیارا ہے وہ زندہ ہے۔ کل میں اس عزت سے
جو کہ خدا کے دربار میں مجھے حاصل ہے تیری امداد کروں گا۔
حضرات! دیکھیے۔ اولیاءِ عظام کی حیات بعد موت کے

صالحین اُمتِ قائل ہیں اور ارشاد فرما رہے ہیں بلکہ اولیاءِ اُمتِ
اس حیات بعد الموت کو واضح فرما رہے ہیں۔ خدا کا پیارا جو بھی ہو
جہاں کہیں ہو، زندہ ہوتا ہے اور فیض عطا فرماتا ہے۔ اُس اللہ کے
پیارے نے یہ بھی کہہ دیا کہ میں تیری کل امداد کروں گا۔ معلوم ہوتا ہے
کہ اولیاءِ عظامِ قبروں میں رہ کر بھی محتاجوں کی امداد فرماتے ہیں اور یہ
جانتے ہیں کہ یہ کون ہیں اور کس لئے آئے ہیں۔ وہ دعا فرماتے ہیں اللہ
تعالیٰ انکی دعائیں جلد قبول فرماتا ہے۔ اور سنیئے! اسی رسالہ

میں ہے عن بعضهم انه كان نباش فتوفيت امرأة فصلی
عليها و صلى عليها هذا الناس ايضا يعرفون القبر فلما جن عليه الليل فبش
قبرها فقالت سبحان الله رجل مغفور ياخذ كفن مغفورة. قال
فقلت لها الله غفرك فانما مغفور فقالت ان الله غفركي و
لجميع من صلى علي وانت قد صليت علي فتركها ورد التراب ثم تاب وحسنت توبته

ترجمہ :- ایک بزرگ سے منقول ہے " ایک نباش تھا یعنی کفن اتارنے
والا جو کہ مردوں کے کفن اتارتا تھا۔ ایک عورت مر گئی۔ لوگوں نے اُس کا
جنازہ پڑھا اس نباش نے بھی پڑھا تاکہ قبر کھولی جائے، رات کے
وقت قبر کھودی اس لئے کہ کفن اتارے۔ اس عورت نے کہا "سبحان
اللہ۔ بخشا ہوا آدمی بخشا ہوئی عورت کا کفن اتار رہا ہے۔ نباش
سن کر کہنے لگا " میں کیسے بخشا ہوا ہوں تو تو مغفورہ ہے " عورت کہنے
لگی " اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور ان کو بھی جنہوں نے میرا جنازہ پڑھا
ہے۔ اور تو نے میرا جنازہ پڑھا ہے۔ " نباش نے توبہ کی اور قبر کو درست

کر دیا۔ حضرات! دیکھیے وہ عورت بزرگ تھی۔ قبر پر آنے والے کو جانتی ہے اس کے ارادے کو جانتی ہے اُس کی عافیت کو بلکہ جنازہ پڑھنے والوں کو جانتی ہے کہ یہ سب مغفور ہیں۔ آج کل ساتنسی دور ہے۔ ترقی یافتہ لوگ ہیں۔ فکر کریں کہ بزرگوں سے فائدہ ہے یا نہیں۔ کسی خشک جماعت سے تعلق قائم نہ کریں۔ کہیں اللہ والوں سے دور نہ ہو جائیں کہ اللہ والوں سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ خذرا انصاف کیجئے۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کی ایک ولیہ موت کے بعد قبر میں آئندہ حالات سے باخبر ہے۔ چنانچہ عورت کو بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور محبت سے یہ مقام نصیب ہے تو کیا بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مقام نصیب نہیں بلکہ ہزار ہا درجے زیادہ کمالات حاصل ہیں۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزار پر آنے والا صدقِ دل سے توبہ کرنے والا محروم نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندے خطرات سے واقف ہوتے ہیں۔ ولی ارادوں کو خوب جانتے ہیں۔ دل کو پاک اور صاف کر کے حاضر خدمت ہونا چاہیے۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ تَعَالَى". مومن کامل کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔

عَلَامَةُ سَيُوطِي رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ شرح الصدور في حال الموتى والقبور میں فرماتے ہیں عن ابراهيم ابن شيبان قال صحبني شاب حسن الارادة فمات فاشتغل قلبي به و توليت

غسلہ فبدأت بشمالہا من الدهشتہ فاخذ ضامتی ثم ناولنی
 بيمينہ فقلت صدقت یا بنی انا غلطت
 ترجمہ: ابراہیم ابن شیبان سے روایت ہے کہ ایک جوان اچھے ارادے
 والا میرے ساتھ تھا۔ اور وہ مر گیا۔ میں اس کے کفن و دفن میں مشغول
 ہوا اور غسل دینے بیٹھا۔ دہشت کے باعث میں بائیں طرف سے شروع
 ہوا۔ اُس بزرگ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور داہنے ہاتھ کو پکڑ رکھا۔
 میں نے کہا "آپ سچے ہیں مجھ سے غلطی ہوئی۔ اس واقعہ کو دیکھا
 جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اولیاء زندہ ہیں موت کے بعد علم و ادراک
 رکھتے ہیں۔ غلطیوں سے آگاہ ہیں۔ اور راہنمائی فرماتے ہیں۔

علامہ سیوطی مذکورہ کتاب میں فرماتے ہیں

عن ابی یعقوب السوسی قال غسلت مریدا فامسک
 ابھامی وهو علی المفتسل فقلت یا بنی خل یدی
 فانی ادہی انک لست یمیت و انما ہی لقتلہ فخل عن یدی
 حضرت یعقوب سوسی سے روایت ہے اپنے فرمایا کہ میں ایک مرید کو
 غسل دینے بیٹھا اُس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا "بیٹا چھوڑ
 دے۔ میں جانتا ہوں کہ تو میت نہیں ہے بلکہ ایک مکان سے دوسرے
 مکان کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔

دیکھئے! صالحین امت حیات بعد الممات کو واقعات سے روشن
 کر رہے ہیں۔ علم و ادراک کو ثابت فرما رہے ہیں۔ اب بھی جو وہم
 کرے کہ بزرگوں کی قبروں میں کچھ نہیں۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ
 ناواقف ہے۔ اُس کو اللہ والوں کا مقام پتہ ہی نہیں۔ اللہ ہدایت
 دے۔ اور توبہ کرے۔ اولیاء کی حیات بعد الموت کا صدق دل سے

قائل ہو اور اُن کے فیض سے مالا مال ہو۔

علامہ سیوطیؒ مذکورہ کتاب میں فرماتے ہیں

قال جأني مرید بمكة فقال يا استاذ عدا اموت وقت
الظهر فخذ هذا الدينار فاحفر لي بنصفيه وكفلي بالنصف
الأخر فلما كان الغد وجاء وقت الظهر وطاف ثم
تبعه ومات فلما وضعت في اللحد فتح عينيه فقلت
احياة بعد الموت فقال انا محب و كل محب الله حي
ترجمہ: حضرت یعقوب سوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک مرید
مکہ شریف میں میرے پاس آیا اور اُس نے کہا کل میں مرجاؤں گا۔ یہ
ایک دینار لے لو۔ آدھا میرے کفن میں خرچ کرو اور آدھا میرے دفن میں
خرچ کرو۔ دوسرا دن آیا اور ظہر کا وقت ہوا تو اس نے طواف کیا اور
دور جا کر ٹھہرا اور مر گیا۔ میں نے جب اُسے قبر میں رکھا اس نے آنکھیں
کھول دیں۔ میں نے کہا "کیا موت کے بعد حیات ہے؟" اُس نے کہا
ہے "اور جو اللہ تعالیٰ کا پیارا ہے وہ زندہ ہے" ہاں عام انسانوں
کو اس بات کا علم نہیں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے پیارے اولیاء و عظام
قبل از وقت اللہ کے کرم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت
و اتباع ولایت کے نور سے جانتے ہیں۔ چنانچہ اُس بزرگ نے کہہ
دیا کہ ظہر کے وقت میں کل مرجاؤں گا۔ ایسا ہی ہوا کہ وقت ظہر مر گیا
پھر جب قبر میں رکھا گیا تو اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ کلام کرنے لگا کہ
میری حیات پر تعجب مت کرو۔ اللہ تعالیٰ کا جو بھی ولی ہو وہ زندہ ہوتا
ہے۔ حقیقت میں وہ لاخوف علیہم ولا هم یحزنون ہ

کا مصداق ہوتا ہے۔ (شرح الصدر فی حال الموتی والقبور)

حضرت سلطان العارفين سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب
 نُورُ الْهُدَىٰ میں فرماتے ہیں اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوتُوْنَ
 بَلْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ ط

ترجمہ :- اولیاء کرام زندہ ہوتے ہیں مرتے نہیں یعنی اُن کی
 موت آنی ہوتی ہے۔ ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف
 انتقال فرما جاتے ہیں۔ اُن کے اجسام قبروں میں محفوظ ہیں۔

کُشْتَاکَانَ خَيْرِ سَلِيْمٍ رَا

ہر زمان از غیب جان و کبر است

زُبد و تقویٰ

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور زُبد و تقویٰ

تقویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر اُس چیز کو چھوڑ دیا جائے جس کی وجہ سے دین میں کسی قسم کا شک و شبہ پیدا ہو۔ اس لحاظ سے بھی امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مقام بہت اونچا تھا۔ جس چیز میں ادنیٰ سی کراہت کا بھی شائبہ ہوتا آپ اس سے کلیتہً اجتناب کرتے۔ زُبد کا یہ عالم تھا کہ مال و دولت کی طرف قطعاً التفات نہ کرتے۔ اور بڑی سے بڑی رقم بھی آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی تو شانِ استغناء سے رد کر دیا کرتے تھے۔ آپ کے تقوے کا اندازا اس سے کریں کہ ایک مرتبہ اپنے شریک کے پاس تجارت کیلئے کپڑے کے تھان بھیجے جن میں سے ایک تھان میں کوئی نقص اور عیب تھا۔ آپ نے اپنے شریک سے کہا کہ جب اس تھان کو فروخت کرنا تو اس کا عیب بیان کر دینا۔ شریک نے اُس تھان کو فروخت کر دیا لیکن گاہک سے اس کا عیب بیان کرنا بھول گیا۔ اور بعد میں یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس شخص کے ہاتھ وہ تھان فروخت کیا تھا۔ امام اعظمؒ کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے تیس ہزار درہم کی مالیت کے اُن تمام تھانوں کی قیمت صدقہ کر دی۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام اعظمؒ کسی جگہ جا

رہے تھے کہ راستہ میں کیچڑ تھی۔ ایک جگہ آپ کے پیر کی ٹھوکری سے کیچڑ اڑ کر کسی شخص کے مکان کی دیوار سے جا لگی۔ آپ پریشان ہو گئے کہ اگر کیچڑ اکھاڑ کر دیوار صاف کی جائے تو دیوار کی مٹی بھی اتر آئے گی اور اگر یونہی چھوڑ دیا جائے تو ایک شخص کی دیوار خراب ہوتی ہے۔ اسی پریشانی میں تھے کہ صاحب خانہ باہر آیا۔ اتفاق سے وہ شخص یہودی تھا اور آپ کا مقروض تھا۔ آپ کو دیکھ کر سمجھا کہ قرض مانگنے آئے ہیں۔ پریشان ہو کر عذر پیش کرنے لگا۔ قرض کو چھوڑو میں تو اس خلیجان میں ہوں کہ تمہاری دیوار کو کیسے صاف کروں۔ کیچڑ کھڑچوں تو خطرہ ہے کہ دیوار سے کچھ مٹی بھی اتر آئے گی۔ اور اگر یونہی رہنے دوں تو تمہاری دیوار گزری رہتی یہ بات سن کر یہودی بے ساختہ کہنے لگا۔ ”حضور دیوار کو بعد میں صاف کیجئے گا پہلے کلمہ پڑھا کر میرا دل پاک کر دیں۔“

امام اعظمؒ عبادت و ریاضت میں قدمِ راسخ رکھتے تھے ان کی عبادت و ریاضت کا جو حال غیر حنفی علما نے بیان کیا ہے وہ عادت قدر بعید اور اتنا حیرت انگیز ہے کہ آج کی عیش کوش اور تن آسان دنیا اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ حنفی شافعی بلکہ ملتِ اسلامیہ کے علما کے درمیان یہ بات حد استفاضہ سے زیادہ معروف ہے کہ امام ابوحنیفہؒ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے اور لگاتار اس معمول پر قائم رہے۔

(امام ابن حجر ہیتمی مکی الخیرات الحسان)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور زہد و تقویٰ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ علمی و جاہلیت اور فقہی متانت کے باوجود عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں قدمِ راسخ رکھتے تھے۔ تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں ان کی عبادت کے جو واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر واقعہ اپنی جگہ ایک فرقِ عادت اور مستقل کرامت معلوم ہوتا ہے۔

ربیع ابن سلیمان کہتے ہیں کہ امام شافعی رمضان کے نوافل میں ساٹھ مرتبہ قرآن کریم ختم کرتے تھے۔ عام ایام میں وہ رات کے تین حصے کرتے تھے۔ پہلے حصے میں تصنیف و تالیف کا کام کرتے اور دوسرے میں نوافل پڑھتے اور تیسرے حصے میں نیند کیا کرتے تھے۔ ابراہیم بن محمد کہتے ہیں "میں نے امام شافعی سے عمدہ کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ کہتے ہیں ان کی نماز مسلم بن خالد کی نماز کے مشابہ تھی۔ اور ان کی نماز مسلم بن جریر کی نماز کے مماثل تھی۔ اور مسلم بن جریر کی نماز عطا کی نماز اور عطا کی نماز عبداللہ بن زبیرؓ سے اور عبداللہ بن زبیرؓ کی نماز ابوبکر صدیقؓ سے اور ابوبکر صدیقؓ کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جبریل امین کی نماز سے مشابہ تھی۔"

ایک دفعہ کوئی شخص قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا "ہَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ"

اس آیت کو سننے ہی امام شافعیؒ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ جسم پر لرزہ طاری ہو گیا اور خوفِ الہی کی شدت سے ہوش و حواس جاتے رہے اور وہیں سر بسجود ہو کر گر پڑے جو ہوش آیا تو کہنے لگے
 "اللَّهُمَّ اِنِي اَعُوذُ بِكَ مِنْ مَقَامِ الْكٰذٰبِيْنَ وَمِنْ اَعْرَاضِ الْجٰهَلِيْنَ هَبْ لِيْ مِنْ رَحْمَتِكَ
 بِشْرَكَ وَاَعْفَ عَنِّيْ بِكَرَمِكَ وَتَكَلَّنِيْ اِلَى غَيْرِكَ
 وَلَا تَقْنَطِيْ مِنْ خَيْرِكَ (مرقاۃ ج ۱)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور زہد و تقویٰ

امام احمد بن حنبلؒ فقر و فاقہ میں استغناء کی شان رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ کھانے کیلئے کچھ نہ تھا۔ مجبور ہو کر اپنی نعلین گروی رکھ کر روٹیاں خریدیں۔ امام عبدالرزاق کو پتہ چلا تو انہوں نے آپ کو رقم مہیا کی لیکن آپ کے غیور ضمیر نے ان سے کچھ لینا گوارا نہ کیا۔ اور خود محنت مشقت کر کے اپنی ضروریات پوری کیں۔ حسن بن عبدالعزیز کو ایک لاکھ دینار وراثت سے ملے اُس نے ان سے تین ہزار دینار آپ کی خدمت میں پیش کئے اور عرض کیا کہ یہ مال حلال ہے۔ آپ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنے عیال پر خرچ کریں لیکن آپ نے یہ کہہ کر وہ دینار واپس کر دیئے کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ علمی اور فطری مصروفیات کے باوجود امام احمد عبادات میں قدم راسخ رکھتے تھے۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں

کہ آپ دن اور رات میں تین سو نوافل پڑھا کرتے تھے۔ اور جب آپ کی عمر چھپن سال کو پہنچی تو آپ مسئلہ خلق قرآن کے امتحان میں مبتلا ہو گئے۔ آپ کے جسم پر کوڑے مارے جاتے تھے۔ لیکن آپ اس حال میں بھی روزانہ ڈیڑھ سو نوافل پڑھا کرتے تھے۔

عبداللہ بن احمد یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ آپ راتوں کو نوافل میں قرآن پڑھا کرتے تھے۔ اور سات راتوں میں ایک قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔ نیز وہ بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو امام احمد بن حنبل کی تلاش ہوتی تو وہ اُسے یا تو مسجد میں ملتے یا نمازِ جنازہ میں یا کسی مریض کے ہاں عیادت میں۔ فتنہ خلق قرآن میں مبتلا ہونے کے بعد اکیس سال امام احمد زندہ رہے۔ اور خلقِ خدا کو فیض

پہنچاتے رہے۔ کوڑے لگنے سے آپ کو اذیت اور تکلیف پہنچتی تھی وہ آخر عمر تک باقی رہی۔ لیکن آپ پھر بھی عبادت و ریاضت پر مستقیم اور درس و تدریس میں ہمہ تن مشغول رہے بالآخر ۶۷ سال کی عمر گزار کر معتصم باللہ کے بیٹے واثق باللہ کے عہد میں ۲۴۱ھ میں آپ نے جانِ جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

امام احمد بن حنبل نے جس طرح خدمتِ دین انجام دی اور امتحان میں صبر و استقامت سے کام لیا اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں بے حد انعام و اکرام سے نوازا۔

حشیش بن ورد کہتے ہیں کہ میں خواب میں حضورِ اکرم ﷺ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے

نے پوچھا " حضور " احمد بن حنبل کا کیا حال ہے " فرمایا " عنقریب
حضرت موسیٰ تشریف لاتے ہیں اُن سے پوچھنا۔ جب حضرت موسیٰ
تشریف لاتے تو میں نے پوچھا " اے اللہ کے نبی ! احمد بن حنبل
کا کیا حال ہے " فرمایا " انہیں عیش و راحت میں تنگی و تکلیف
میں مبتلا کیا گیا لیکن ہر حال میں اُن کو صدیق پایا گیا پس اُن کو
صدیقین کے ساتھ لاحق کر دیا گیا۔

روز کی کہتے ہیں " میں نے وصال کے بعد امام احمد بن حنبلؒ
کو خواب میں دیکھا انہوں نے سبز رنگ کے دو چلے پہنے ہوئے تھے
اور پیروں میں چمکتے ہوئے سونے کی دو نعلین تھیں جن کے تسمے
سبز زرد کے تھے۔ اور سر پر جواہر سے مرصع ایک تاج تھا اور
وہ بڑے ناز سے چل رہے تھے۔ میں نے پوچھا اے ابو عبد اللہ یہ
کیسی چال ہے۔ فرمایا یہ جنت کے خدام کی چال ہے۔ پھر میں نے
پوچھا۔ اے اللہ کے حبیب ! یہ آپ کے سر پر تاج کیا ہے۔ فرمایا
اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھے اپنی جنت میں داخل کر لیا
میرے سر پر تاج رکھا اور اپنا دیدار مجھ پر مباح کر دیا اور فرمایا
اے احمد یہ تیرے القرآن کلام اللہ غیر مخلوق کے
کہنے کا صلہ ہے۔

(مرقاۃ ملا علی قاری جلد ۱)

(حلیۃ الاولیاء ج ۹)

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ

زُہد و تقویٰ ^{اور}

لذائذِ دنیاویہ اور عیش و عشرت سے امام بخاری کو سوں دُور تھے۔ طالبِ علمی میں بسا اوقات انہوں نے سوکھی ہوئی گھاس کھا کر بھی وقت گزارا ہے۔ ایک دن میں عام طور پر دو یا تین بادام کھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بیمار پڑ گئے۔ اطباء نے بتلایا کہ سوکھی روٹی کھا کر اُن کی انتڑیاں سُکھ چکی ہیں۔ اُس وقت امام بخاریؒ نے بتلایا کہ وہ چالیس سال سے خشک روٹی کھا رہے ہیں اور اس طویل عرصہ میں سالن کو بالکل ماتھ نہیں لگایا۔ امام بخاری تقویٰ اور پرہیزگاری کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ ظاہر و باطن میں خدا سے بے حد ڈرتے تھے۔ مشتبہات سے بچتے۔ غیبت سے پرہیز کرتے اور لوگوں کے حقوق کا پورا خیال رکھتے۔ انہیں تیر اندازی کا بے حد شوق تھا۔ ایک مرتبہ ان کا تیر نہر کے پل پر لگا۔ اور اس کی کیل خراب ہو گئی۔ امام بخاری بے حد پریشان ہوئے۔ اور پل کے مالک حمید بن اخضر کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم کو کیل بدلنے کی اجازت دو یا کیل کی قیمت لے لو۔ اور یا ہماری غلطی معاف کر دو۔ حمید بن اخضر نے سلام بھیجا اور کہا اے ابو عبد اللہ میں صرف کیل نہیں بلکہ اپنی تمام املاک تمہارے

تصرف میں دیتا ہوں۔ جس طرح چاہے ان میں تصرف کرو۔ امام بخاری نے جب یہ جواب سنا تو ان کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس خوشی میں انہوں نے پانچ سو احادیث بیان کیں اور تین سو درہم صدقہ کر دیئے۔

ایک شخص نے امام بخاری سے کہا ”آپ نے تاریخ کبیر میں لوگوں کے عیوب بیان کئے ہیں۔ اور ان کی بغیبت کی ہے۔ امام بخاری نے کہا ”میں نے کسی شخص پر کوئی حکم نہیں لگایا۔ صرف روایت بیان کی ہے“ چنانچہ کاذب راویوں کو آپ نے تاریخ کبیر میں کذاب لکھنے کی بجائے کذب فلاں یا رماہ فلاں بالکذب لکھا ہے۔

بکر بن منیر سے روایت ہے کہ امام بخاری کہتے تھے کہ مجھے امید ہے کہ جب میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں گا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے حساب نہیں لے گا کیونکہ میں نے کسی کی بغیبت نہیں۔

عبادت و ریاضت میں امام بخاری ”بے حد عبادت گزار اور شب بیدار تھے۔ کثرت سے نوافل پڑھتے اور روزے رکھتے تھے۔ رمضان شریف میں ہر روز ایک قرآن شریف کا ختم کرتے اور روزانہ نصف شب کو اٹھ کر قرآن کریم کے دس پاروں کی تلاوت کرتے تراویح میں ختم قرآن کرتے۔ اور ہر رکعت میں بیس آیات کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

ابو بکر بن منیر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ محمد بن اسماعیل نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز کے بعد انہوں نے قمیض کا دامن اٹھایا اور اپنے ایک شاگرد سے کہا ”ذرا دیکھنا۔ میری قمیض کے نیچے کیا شاگرد نے

دیکھا قمیض کے نیچے زنبور تھی جس نے اُن کو بدن پر پندرہ سولہ جگہ ڈنگ لگایا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ کا بدن جگہ جگہ سے سُوج گیا تھا۔ ابنِ منیر نے پوچھا ”جب آپکو زنبور نے پہلی مرتبہ کاٹا تو اُسوقت آپ نے نماز کیوں نہیں توڑی؟“ آپ نے فرمایا ” میں قرآن کریم کی جس آیت کی تلاوت کر رہا تھا۔ اس میں اتنا ذوق و شوق پارا تھا کہ میں اُسوقت اس تکلیف کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ (صدی الساری ج ۲-۳)

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن کریم
سنان بن دینار نسائی^{رح}

اور

زُہد و تقویٰ

عبادت و ریاضت میں امام نسائی بے حد عبادت گزار اور شب بیدار تھے۔ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار صومِ داؤدی کے طریقہ کو اپنایا ہوا تھا۔ طبیعت اور مزاج میں حد درجہ استغناء تھا۔ اس لئے حکام کی مجلس سے ہمیشہ احتراز کرتے تھے امام نسائی عقائد میں بھی راسخ اور متصلب تھے۔ جس زمانہ میں معتزلہ کے عقیدہ خلقِ قرآن کا چرچا تھا ان دنوں محمد بن اعین نے ایک مرتبہ عبداللہ بن مبارک^{رح} سے کہا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ جو شخص یہ آیہ کریمہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا

فَاعْبُدْنِي كَوِ مَخْلُوقِ مَانِ وَهُ كَافِرٌ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَبَارَكٍ نَعَى فَرَمَايَا
 يَه حَقُّ هَيْ - اِمَامِ نَسَائِي نَعَى جَب يَه رَوَايَتِ سُنِّي تَوَكْبَاهَا " مِيرَا بَهِي يَهِي
 مَذْهَبِ بَيْ -

عبادات میں اِمَامِ نَسَائِي كَا اِنْدَازَه اِس سے كِيَا جَا سَكْتَهِي
 كِه حَافِظِ مَحْمُودِ بِنِ مَطْفَرٌ اِنْپِنے مَشَارِحٌ سے رَوَايَتِ كَرْتَهِي هِيں كِه اِمَامِ نَسَائِي
 دِنِ كِه وَقْتِ اَمِيرِ مِصْرِ كِه سَا مَ تَه جِهَادِ كَرْتَهِي اُور رَا تِ سَارِي عِبَادَتِ
 مِيں كِزَارِ دِي تَه تَه - طَبْعًا " فَيَا ضِ تَه تَه اُور مَسْلَمَانِ قَيْدِيُوں كِه فِدِيَه
 دِي كِه چَھُڑَا يَا كَرْتَهِي تَه - اُهِنُوں نَعَى اِنْپِنِي سَارِي زَنْدِگِي اِسُوَه رَسُوْلِ
 كُو اِنْپَانِي اُور اَخْلَاقِ صَالِحِيْنِ كِه تَخْلُوقِ مِيں كِزَارِي يِهَاں تَمَكَا كِه
 مَشَقِّ مِيں خَوَارِجِ كِه مَاتَه تُوں جَامِ شَهَادَتِ نُوْشِ كِيَا -
 (اِمَامِ ابُو عَبْدِ اللَّهِ - تَذَكْرَةُ الْحَفَظِ ج ۲)

صاحب مزار سے اکتسابِ فضیلت

ایک آدمی نبی کریم ﷺ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس آیا اور عام قحط سالی کی شکایت کی۔ اُس نے نبی کریم ﷺ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اُسے حکم دے رہے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور کہو کہ نماز استسقاء پڑھائیں۔ یہ واقعات شرک و بدعت کے باب سے نہیں ہیں۔ اس قسم کے کثیر واقعات نبی پاک ﷺ کے علاوہ حضور کی امت کے بزرگانِ دین سے بھی ثابت ہیں۔ (فتح الباری - بخاری ج ۷)

سعید بن المسیبؓ فرماتے ہیں "ایامِ حرہ میں تین دن تک مسجدِ نبویؐ میں نہ اذان ہوئی نہ اقامت۔ اور سعید بن المسیبؓ برابر مسجدِ نبویؐ میں رہے۔ اُنہیں نماز کے وقت کا علم صرف اُس آواز سے ہوتا تھا جو نبی کریم ﷺ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک سے سنائی دیتی تھی۔ یعنی تین دن مزارِ مبارک سے اذان و اقامت کی آواز آتی رہی۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ابوبکر صدیقؓ کو تجھیز و تکھین سے فارغ کیا تو صحابہؓ نے چار پائی اٹھا کر وصیت کے مطابق نبی اکرم ﷺ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کے دروازے کے سامنے رکھی اور آواز دی گئی۔ "اَسْلَمُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ یہ ابوبکرؓ دروازہ پر ہے"

اچانک دروازہ کھل گیا اور مزارِ مبارک سے آواز آئی
 "ادْخُلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ ۝ حَبِيبٌ كَوْ حَبِيبٍ كَيْتُ لَأَوْ"

ان احادیث سے ثابت یہ ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک سے بھی فیض ملتا ہے۔

جب کوئی غلام صلوٰۃ و سلام عرض کرتا ہے تو حضورؐ اس کو سلام کا جواب فرماتے ہیں۔ جس کو خواص اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور لذتِ جواب سے سرشار ہوتے ہیں۔ مہر کے مشہور ولیؑ کامل حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ جب روضہ اقدس پر حاضر ہوئے تو بعد ادب و نیاز عرض کی "الصَّلٰوة وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا جَدِّي" اے میرے نانا پاکؐ آپ پر صلوٰۃ و سلام ہو" روضہ اقدس سے جواب آیا "عَلِیْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِي" اے میرے بچے تجھ پر بھی سلام" یہ سن کر آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور فی البدیہہ یہ رباعی عرض کی۔

فی حالة البعد روحی کنت ارسلھا

تقبل اراض عنی وہی نائبتی

جب میرا جسدِ خالی یہاں سے دور تھا تو میں آستانہ بوسی کیلئے اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا۔

وهذه دولة الاشباح قد حضرت

فامدد یمینک کی تخطی بہا شفقی

اب میں خود بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوں۔ دستِ پاک نکالنے تاکہ میں بوسہ دے کر دل کی حسرت پوری کر سکوں۔

دستِ مبارک باہر آیا جس کو آپ نے بوسہ دیا۔ ہزار ہا

آدمیوں نے اس کو دیکھا۔ (شرح الصدور)

پتہ یہ چلا کہ اگر کوئی محبتِ رسولؐ میں حضورؐ کو پکارے۔ صلوات
وسلام پیش کرے تو جواب ملتا ہے۔ زیارت ہوتی ہے۔ غلامِ دلی
سُرت سے نوازا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں۔ ”جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
گھر میں آرام فرما ہوئے یعنی مدفون ہوئے۔ میں گھر میں اس حال
میں داخل ہوتی تھی کہ میں نے چادر اتاری ہوتی تھی۔ اور میں کہتی
تھی کہ وہ تو میرے خاوند اور میرے باپ (ابوبکر صدیق رضی) ہیں۔
پھر جب حضرت عمر رضی دفن ہوئے تو اللہ کی قسم! میں اس گھر
(یعنی روضہ اقدس) میں داخل نہ ہوتی تھی مگر اس حالت میں کہ میرے
کپڑے مجھ پر بندھے ہوتے تھے۔ (یعنی پردہ کی حالت میں ہوتی)
کیونکہ حضرت عمر رضی سے شرم و حیا آتی تھی۔

ثابت یہ ہوا کہ حضرت عائشہ فیض لینے کیلئے مزارِ اقدس پر
جاتی تھیں۔ صالحین کے مزاروں پر جانا اور برکات حاصل کرنا جائز اور
صحابہ کی سنت ہے۔ عائشہ صدیقہ کے عقیدہ سے یہ ثابت ہے کہ عمر رضی
مجھے دیکھتے ہیں اور میں عمر رضی کو دیکھتی ہوں اس لئے پردہ فرمایا (مشکوٰۃ)
حضرت خواجہ علاؤ الدین جو حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے
خلیفہ تھے۔ فرماتے ”مزاراتِ مشائخ سے اسی قدر فیض حاصل ہوتا ہے
جس قدر کہ ان کا اعتقاد ہے۔ اگرچہ زیارت قبور بزرگوں کے واسطے
قرب صوری کو اثرِ عظیم ہے لیکن درحقیقت ارواحِ طیبہ کی جانب
متوجہ ہونے کی بعد بھی مانع نہیں ہے چنانچہ حدیث ”صَلُّوا عَلَیَّ“

حَيْثُ مَا كُنْتُمْ " اس پر دلیل ہے۔ فرمایا

با ایں ہمہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔
" مجاورت حلق سے مجاورت حق بہتر ہے۔ فرمایا کہ مقصود زیارت
مزارات اکابر سے یہ ہونا چاہیے کہ توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہو۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت امام ربانی مجدد الف
ثانی شیخ احمد سہندی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاً و فرزند ثالث تھے۔ ایک
روز حضرت اہل معنی کی زیارت کو گئے۔ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کی قبر
پر توقف کر کے فرمایا " بحر انوار موجزن ہے۔ اور کمالات صحبت خیر البشر
تاہاں اور درخشاں ہیں۔ بعد ازاں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی
کے روضہ منورہ پر حاضر ہوئے۔ اور وہاں مراقبہ طویل کیا۔ جس قدر
عنایات حضرت کلاں تر امہات المؤمنینؓ نے فرمائیں اور کسی نے
نہیں کیں۔ حتیٰ کہ اکثر اوقات احتجاب سے باہر آکر بحال نوازش
فرمانے لگیں کہ فلاں شخص کو یہ انعام دو۔ اور یہ نعمت بخشو۔ فرمایا
آپکی نسبت کمال علو رفعت میں ہے۔ (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

حضرت اور دیگر صاحب معرفت لوگوں کے حالات سے پتہ چلتا
ہے جو حضرت عثمان غنیؓ۔ حضرت عباسؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت حسنؓ
حضرت حسینؓ۔ حضرت فاطمہ الزہراؓ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دیگر
صحابہؓ۔ ازواج مطہرات کے مزارات سے انوار و برکات۔ کمال
الطاف و عنایات ظاہر ہوئیں۔ بیان کرنے سے باہر ہیں۔
شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " خواجہ قطب الدین

قدس سرہ کے مزار کی زیارت کیلئے گیا۔ اس خیال سے کہ مجھے
 اپنی گنہگار آنکھوں اور آلودہ جسم کو اس پاک جگہ میں نہیں لے جانا
 چاہیے اُن کے مزار کے قریب چوترب پر کھڑا ہو گیا۔ اس جگہ اُن کی روح
 ظاہر ہوئی اور فرمایا ” آگے آؤ “ میں دو تین قدم آگے چلا گیا اُس وقت
 میں نے دیکھا کہ چار فرشتوں نے اُنکی قبر کے نزدیک ایک تخت اتار لے معلوم
 ہوا کہ اس تخت پر خواجہ نقشبندؒ ہیں۔ دونوں بزرگوں نے آپس میں راز و
 نیاز کی باتیں کیں جو سنائی نہیں دیتی تھیں۔ پھر فرشتے تخت اٹھا کر لے
 گئے۔ خواجہ قطب الدینؒ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ” آگے آؤ “
 میں دو تین قدم اور آگے گیا۔ اسی طرح وہ فرماتے رہے اور میں آگے
 بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ میں آپکے بہت ہی قریب ہو گیا۔ پھر فرمایا ” تم شعر
 کے متعلق کیا کہتے ہو “ میں نے جواب دیا ” کلام حسنة حسن قبیح۔ وہ ایک
 کلام ہے اس میں سے جو اچھا ہے وہ بہتر ہے اور جو بُرا ہے وہ خراب ہے “
 فرمایا ” بَارکُ اللہ “ پھر اپنے پوتھا ” خوبصورت آواز کے متعلق تم کیا کہتے ہو “
 میں نے کہا ” ذَالِكْ فَضْلُ اللہِ یوتیہ من یشاء “ ” یہ خدا کی
 مہربانی ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے “ فرمایا ” بَارکُ اللہ “ جب یہ
 دونوں جمع ہو جائیں تو تم کیا کہتے ہو ؟ میں نے کہا ” نُورٌ عَلٰی نُورٍ
 یضدی اللہ لنورہ من یشاء “ فرمایا ” بَارکُ اللہ “ جو کچھ
 ہم کرتے تھے وہ اس پہلے نہیں تھا۔ تم بھی کبھی کبھار ایک دو بیت سن لیا
 کرو “ میں نے عرض کی ” خواجہ نقشبندؒ کے ہوتے ہوئے آپ نے یہ بات کیوں
 نہیں کی “ ان دو الفاظ میں سے ایک فرمایا۔ ادب کے خلاف تھا یا مصلحت

ہیں تھی۔ فرماتے تھے "اس واقعہ کو مدت ہوگئی اس لفظ کی تعیین ذہن سے نکل گئی ہے۔"

حضرت شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں "دوسری مرتبہ اُن کے مزار کی زیارت کیلئے گیا اُنکی روح ظاہر ہوئی اور فرمایا تمہارے ہاں ایک فرزند پیدا ہوگا۔ اُس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔ چونکہ میری بیوی سن ایس کو پہنچی ہوئی تھی۔ مجھے خیال گذرا کہ بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا ہے۔ وہ اس خیال سے آگاہ ہوگئے فرمایا "میرا یہ مقصد نہیں ہے۔ یہ فرزند تیری پشت سے پیدا ہوگا" ایک مدت کے بعد دوسری شادی کا خیال پیدا ہوا۔ راتم الحروف (شاہ ولی اللہ) فرماتے ہیں "میری پیدائش کے وقت یہ واقعہ اُن کے ذہن سے اتر گیا۔ میرا نام اُنہوں نے ولی اللہ رکھ دیا۔ پھر عرصہ کے بعد یاد آیا تو دوسرا نام قطب الدین احمد رکھا۔"

ایک مرتبہ شاہ عبدالرحیم - مخدوم شیخ اللہ دیہ کے مزار کی زیارت کے لئے ڈاسنہ میں گئے تھے۔ رات کا وقت تھا۔ اُسی جگہ آپ نے فرمایا "مخدوم صاحب ہماری دعوت کرتے ہوئے فرماتے ہیں" کچھ کھا کر جائیں" وہاں آپ نے توقف فرمایا۔ یہاں تک کہ لوگوں کی آمد و رفت ختم ہوگئی اجباب پر ملال طاری ہوا۔ اچانک ایک عورت آئی جس کے سر پر سیٹھے چاولوں کا تھال تھا۔ اُس نے کہا میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند گھر آئے گا میں اُسی وقت کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیہ کی درگاہ میں قیام پذیر فقرا میں تقسیم کرونگی۔ اسی وقت شوہر گھر پہنچا ہے۔ میں نے اپنی منت پوری کی ہے۔ میری خواہش تھی کہ خدا کرے اس وقت

درگاہ میں کوئی موجود ہوتا کہ وہ کھانا کھائے ”

حضرت شاہ عبدالرحیم جب مخدوم شیخ محمد قدس سرہ کی قبر کے نزدیک بیٹھے تو فرماتے کہ ” ان کی روح میری نماز میں افتدا کرتی ہے۔ اور مجھ سے علوم و معارف سُنتی ہے۔ ایک دفعہ اس فقیر کی طرف متوجہ ہوئے اور بعض معارف بیان فرمائے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ان کی رُوح نے کہا ” فلاں کی معرفت کی کچھ تعلیم دو۔ لامحالہ یہ بیان کیا گیا (انفاس العارفين)

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ” ایک روز حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گیا اور عرض توجہ کی کہ مزار سے باہر آکر توجہ فرمائی۔ لیکن وقت استواء تھا جلد اُٹھ کھڑا ہوا۔ حسرت ہوتی ہے کہ کیوں ایسی جلدی اُٹھا۔ کیفیت کا بیان نہیں ہو سکتا“

شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ” ایک روز خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گیا اور کہا ”شَيْئًا لِلَّهِ - شَيْئًا لِلَّهِ“ دیکھا کہ ایک حوض پانی سے بھرا ہے کہ پانی اُسکے کناروں سے چھلکتا ہے۔ القا ہوا کہ تیرا سینہ نسبت مجددیہ سے بھرا ہے۔ دوسرے کی گنجائش نہیں ہے“

شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ” ایک روز سلطان المشائخ کے مزار پر گیا اور عرض توجہ کی۔ فرمایا ”کہ تم کو کمالات حاصل ہیں“ میں نے عرض کی ”کہ اپنی نسبت بھی عطا فرمائیے“ آپ نے توجہ فرمائی۔ میں نے دیکھا کہ میرا چہرہ مثل اُن کے چہرے کے ہو گیا۔ اور اُن کا چہرہ میرے چہرے کی مانند ہو گیا۔“

حضرت شاہ صاحب حضرت مزار مظہر جانان رحمۃ اللہ علیہ

کے مزار پر انوار پر گئے اور قدم گاہ سے خاک اٹھا کر آنکھ اور رخساروں پر
 ملی اور پائیس کی جانب بیٹھ کر عرض کی کہ "یا حضرت! نہایت خفیف ہو گیا ہوں
 بیٹھ کر نماز اور قرآن بھی نہیں پڑھ سکتا۔ تمام عمر مجھ کو نہایت آرام سے رکھا گیا۔
 اب اللہ آپ کے طفیل سے خاتمہ بخیر کرے۔" اور اس جگہ پھر حضرت مولانا
 (غلام محی الدین قصوری) کو طلب فرمایا اور آپ کا ہاتھ دیر تک ہوا میں رکھا اور
 حضرت مرزا صاحب کے سپرد کیا اور فرمایا کہ "یہ شخص آپ کے گھر میں آیا ہے اس کے حق
 میں اپنی کمال عنایات فرمائیں۔ (مکتوباتِ محصومیہ۔ ملفوظات حضرت شاہ غلام
 علی رحمۃ اللہ علیہ) (مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

گنج بخش کا لقب اور حضرت اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

اہل تحقیق نے اس لقب کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضرت خواجہ معین الحق
 والدین اجمیری قدس سرہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر
 ہوئے اور ایک حجرہ میں چالیس دن تک مصروفِ عبادت و ریاضت رہے۔ اس
 عرصہ میں حضرت ہجویری نے آپ پر اپنے لطف و عنایت کی وہ بارش کی جیسا
 اندازہ حضرت عنزیب فوانر ہی لگا سکتے ہیں۔ آپ جب آستانہ عالیہ سے
 رخصت ہونے کا ارادہ فرمایا تو بے ساختہ آپ کی زبان پر حضرت ہجویری رح
 کی مدح میں یہ شعر جاری ہو گیا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا۔ ناقص را پیرِ کامل کاملاً رازِ انہما

مردِ خدا کی زبان سے نکلا ہوا یہ شعر زبانِ زدِ خاص و عام ہو گیا یوں آپ
 گنج بخش کے موزن لقب سے معروف ہوئے۔ آپ کے بعد ہر زمانہ میں اولیاء

کاملین اور علما ربانیین آپ کے در اقدس پر فیض لینے کیلئے حاضر ہوئے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

ایک نوجوان خراسان سے دہلی آیا۔ اُسے پیرِ کامل کی تلاش تھی دہلی آکر وہ نوجوان قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر معتکف ہوا۔ وہ حضرت قطب الاقطاب کی روح پر فتوح سے اس بات کا طالب تھا کہ کسی مرشدِ کامل کا اس کو پتہ بتایا جائے تاکہ وہ اُن سے وابستہ ہو کر راہِ سلوک بخیر و خوبی طے کر سکے ایک رات عالمِ رویا میں حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا ”آج کل سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ دہلی آئے ہوئے ہیں تم اُن کی خدمت میں جاؤ اور اُن سے اکتسابِ فیض کرو“

یہ مشرودہ جانفزا پاکر وہ خراسانی نوجوان بہت خوش ہوا اور اُن بزرگ کو جن کی اُسکو بشارت ہوئی تھی تلاش میں سرگردان پھرنے لگا۔ آخر بختِ رسانے اُسکو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ کے پاس پہنچا دیا۔ حضرت سے اُس نے خواب کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے خواب کا ماجرہ سن کر فرمایا ”میں مردِ کامل کہاں۔ فقیر اپنے آپ کو اس ارشاد کا اہل نہیں سمجھتا وہ بزرگ کوئی اور ہی ہونگے۔“

حضرت نے اس انکسار سے معذرت کی کہ وہ خراسانی نوجوان واپس چلا گیا۔ دوسری رات قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس نوجوان سے عالمِ رویا میں پھر فرمایا ”وہ بزرگ وہی ہیں جن کے پاس تم گئے تھے۔ تم نے اُن کی انکاری دیکھ لی۔ عاجزی

اور انکاری تو ان کا زیور ہے

اس خواب کے بعد وہ نوجوان پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کیا۔ اور عرض کیا " میں اب آپ کے آستانہ سے سر ہرگز نہ اٹھاؤں گا۔ حضور مجھے اپنے گواؤں میں پڑا رہنے دیں۔ میں اب یہاں سے نہیں جاؤں گا۔" حضرت باقی باللہ کو اس پر رحم آیا اور ازراہ شفقت اسکو اپنے حلقہ ارادت میں داخل کر لیا۔ حضرت باقی باللہ کی خدمت میں رہ کر وہ نوجوان درجہ کمال کو پہنچا (حضرات القدس - مکتوبات شریف)

حضرت سید پر مضافات عاشق فرماتے تھے کہ " پہلی بار جب ہم ملتان گئے تو پاک دروازہ سے گزرنے وقت اچانک میرا رخ کسی غیبی طاقت نے ایک خانقاہ شریف کی طرف پھیر دیا۔ سامنے ایک بڑی اونچی دیوار تھی اور آگے دالان تھا۔ جہاں ایک مولوی صاحب غیر مقلدوں کی تردید میں تقریر کر رہے تھے مگر دلائل ایسے بوسے اور بے سرو پا تھے کہ حیرت ہوتی تھی کہ سامعین سب کے سب غیر مقلد کیوں نہیں ہو جاتے مگر اُس اندرونی کشش نے ہمیں وہاں زیادہ دیر نہ رکنے دیا کچھ آگے بڑھے تو حضرت جمال الدین موسیٰ پاک شہید کا مزار مبارک نظر پڑا۔ معلوم ہوا کہ گیلانی النسب ہیں اور یہ اپنے ہی گھرانے اور خاندان کی کشش تھی جو کھینچنے لگے جا رہی تھی۔ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے مزار پاک سے فرمایا کہ " قرابت کا یہ طریق نہیں ہے کہ نزدیک رہتے ہوئے بھی ملاقات نہ کی جائے۔ (مہر نمبر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کرامت کی تعریف

قرآن و حدیث اور تفاسیر میں کرامات کا بیان ملتا ہے۔ اہل سنت کے مسلم عقائد و کلام کی مشہور کتاب شرح عقائد میں کرامت کی تعریف اور اس کے ثبوت میں بہت کچھ تحریر ہے اس موضوع پر محققین علمائے کرام نے مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں علامہ شہاب الدین احمد بن احمد نے اپنے رسالہ اثبات کرامات اولیاء میں کرامت کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے۔

”کرامات جمع ہے کرامت کی اور وہ ایسے آدمی سے ظاہر ہو جس کا ظاہر اصلاح پر مبنی ہے۔ وہ کسی نبی کا متبع ہو اور اس کی شریعت کا پابند ہو۔ اس کا اعتقاد صحیح ہو اور اعمال صالح ہوں

علامہ شعرانی ”الوقایئ والجواب“ میں فرماتے ہیں

لا یكون حظ الکرامۃ لولی الا بتعالین هو وارثه من الانبیاء ولذالك کان خواص هذه الامۃ

(ترجمہ) کرامت صرف اس ولی سے صادر ہوتی ہے جو اپنے نبی کا کامل متبع ہو۔ اسی وجہ سے وہ ولی اس امت کے خواص میں سے ہوتا ہے۔

امام رازی ”الربعین“ میں فرماتے ہیں ”ہم کہتے ہیں کہ

تقویٰ افضل ہے کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ تم میں سے سب سے افضل وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ ولی کی کرامت کا مقرون بالتقویٰ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ بغیر متقی صلح کے کرامت کا صدور محال ہے۔ جہاں تقویٰ زیادہ ہوگا وہاں کرامت و فضیلت بھی زیادہ ہوگی۔ صاحب "مجالس الابرار" فرماتے ہیں "سچی کرامت وہ ہے جو اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ کرامت کی غایت یہ ہے کہ انسان استقامت اور اس کے کمال کو حاصل کرے۔ جو کرامت انسان کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کے حصول اور تقویٰ و استقامت کی توفیق دے اُس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں۔" صاحب "فیض الباری" فرماتے ہیں "متواتر اخبار کرامت کے صدور میں وارد ہو چکی ہیں کہ ان کا انکار جائز ہی نہیں ہاں جس کو اللہ تعالیٰ نے اچھائی سے محروم کر دیا ہو اُس کا حصہ ہی تکذیب کرامت و برکاتِ اولیاء ہے اور وہ اسے محال خیال کرتا ہے امام ذہبی "کتاب العلوم والعروش" میں فرماتے ہیں "خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی اور اُس سے زیادہ سچی خبر دینے والا اور کوئی نہیں کہ بلقیس کا تخت بڑا عظیم تھا اتنا بڑا کہ ہم اس کی تفصیل نہ سمجھ سکتے ہیں نہ بیان کر سکتے ہیں۔ نہ اُس کی مقدار و ماہیت سمجھ سکتے ہیں اور یہی عظیم تخت حضرت سلیمانؑ کی رعیت کا ایک آدمی اٹھالایا تھا۔ اور آنکھ جھپکنے سے پہلے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں

بیان ہوا۔ اس لئے کراماتِ اولیاء کا انکار ایک جاہل آدمی کے بغیر
کوئی نہیں کر سکتا۔ بھلا اس عظیم تخت کے آنکھ جھپکنے کی دیر میں
لے آنے سے بڑھ کر بھی کوئی کرامت ہو سکتی ہے۔ یہ بات عقل کی
دسترس سے باہر ہے۔ اس لئے ہم اس کے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتے
کہ ہم ایمان لائے اور کرامتِ اولیاء کی تصدیق کی۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک

شخص دس برس ان کی خدمت میں رہا۔ آخر مایوسی کی کیفیت
کے ساتھ واپس ہونے لگا آپ نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا " بڑی شہرت
سنی تھی کہ جنید بڑا ولی اللہ ہے مگر دس برس میں ایک بھی
کرامت نہیں دیکھی۔" حضرت نے فرمایا " اس عرصے میں جنید کا
کوئی کام ایسا بھی دیکھا جو سنتِ نبویؐ کے خلاف ہو" کہنے لگا "ایسا
تو نہیں" فرمایا " یہی سب سے بڑی اور حقیقی کرامت ہے"

حضرت خواجہ خواجه گان نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے کسی

نے کرامت طلب کی تو آپ نے فرمایا " کرامت ظاہر ہے کہ باوجود اس

قدر گناہوں کے زمین پر چلتا ہوں۔ دھنس نہیں جاتا۔"

تاہم اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دوسروں سے ممتاز رکھنے

کیلئے ان سے کرامتیں ظاہر کرا دیتا ہے۔

(انوار حضرت بلہی رحمۃ اللہ علیہ)

کرامت کی قسمیں

کرامت کی دو قسمیں ہیں

ایک کرامتِ حسّیہ - دوسری کرامتِ معنویہ

کرامتِ حسّیہ :- عناصرِ اربعہ اور عالمِ حسّی میں تصرف و خلافِ عادتِ امور کا اظہار کرامتِ حسّیہ ہے جو اولیائے کرام کے حالات میں بکثرت مذکور ہیں۔ قرآن و حدیث میں اس قسم کے واقعات کا غیر نبی سے بطورِ کرامت صادر ہونا ثابت ہے۔ البتہ بعض اوقات اس قسم کے خلاف عادتِ امور کسی غیر نبی اور غیر ولی سے بھی بوجہ ریاضت یا علوم لطیفہ یا سائنسی ایجادات صادر ہو کر عوام کے لئے اشتباہ ہو سکتے ہیں۔

کرامتِ معنویہ :- کسی انسان کی جاوہِ شریعت پر استقامت اللہ اور اُس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، علوم اور معارفِ حقہ پر عبور، اخلاقِ فاضلہ کا حصول، اس کی علو، حسب اور شرفِ نسب، تبلیغِ حق اور اصلاحِ خلق میں اس کو کوشاں رہنا یہ کراماتِ معنویہ ہیں۔

فائدہ :- معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث سے کرامات

ثابت ہیں۔ (فیض الباری - مہرِ منیر)

قرآن اور کراماتِ اولیاء

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَحَدَّثَ
عِنْدَهَا رِزْقًا. قَالَ لِمَرْيَمُ أَنِّي لَكَ هَذَا
قَالَتُ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ. إِنْ أَلَّ اللَّهُ يَرْزُقُ
مَنْ يُشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

ترجمہ) جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اُس کی) عبادت گاہ
میں (تو) موجود پاتے اُس کے پاس کھانے کی چیزیں (ایک بار)
بولے "اے مریم کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے" یہ (رزق)

مریم بولیں "یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے۔ بے شک
اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب"

تفسیر :- جب بھی حضرت زکریا حضرت مریم کے
پاس جاتے تو اُن کے ہاں طرح طرح کے پھل رکھے پاتے۔ گرمی
کے پھل سردی میں اور سردی کے پھل گرمی میں۔

اس سے علمائے اہل سنت نے اولیائے کرام کی کرامتوں کا
برحق ہونا ثابت کیا ہے۔ کیونکہ حضرت مریم بنی نہ تھیں بے موسم
پھلوں کا آپ کے پاس پایا جانا آپ کی کرامت تھی۔

صرف معزیوں نے کراماتِ اولیاء کا انکار کیا ہے اور آج
بھی کئی اُن کے ہمنا اہل سنت ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود
کرامات کا انکار کرنا اپنے علم کا کمال سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ

نا سمجھی و بدبختی ہے۔ اللہ اُن کو ہدایت دے اور اُنکے دلوں میں اللہ کے ولیوں کی محبت نصیب کرے۔

۲. وَهَذِي إِلَيْكَ بِجَنَاحِ النَّحْلَةِ تَسْقُطُ عَلَيْكَ
رَطْبًا جَنِيًّا ۝

۱۴ مریم

ترجمہ :- اور ہلا اپنی طرف کھجور کے تنے کو۔ گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں۔

تفسیر :- اس خشک تنے کو ذرا جھنجھوڑو۔ تمہارے کھانے کیلئے عمدہ پکی ہوئی کھجوریں تیرے قدموں میں آگریں گی۔ وہی پروردگار جو حجۃ عبادت میں تجھے بے موسم کے پھل کھلایا کرتا تھا وہی آج تیرے ایام زچگی کے لئے تازہ اور میٹھے فرموں کا اہتمام فرما رہا ہے۔

تفسیر :- اس خشک تنے کو ہلاؤ تمہارے ہاتھ کی برکت سے ابھی یہ تنا بڑا ہوگا۔ ابھی بار آور ہوگا۔ ابھی اس کے پھل پک کر تم پر گریں گے تو تم کھا لینا۔ آپ کا ہاتھ اس لئے لگوایا تاکہ معلوم ہو کہ ولی کے ہاتھ کی برکت سے سوکھے تنے ہرے ہو جاتے ہیں تو اُس کی نظر سے خشک دل بھی ہرے ہو جائیں گے۔ اس میں ولیہ کی کرامت کا ثبوت ہے۔ کیونکہ خشک درخت سے پھل گرنے عجیب بات ہے۔

۳. قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ
بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ
مَسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي

ترجمہ :- عرض کی اُس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ (اجازت ہو تو) میں لے آتا ہوں اُسے آپ کے پاس۔ اس سے پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے۔ پھر جب آپ نے اُسے دیکھا کہ وہ رکھا ہوا ہے آپ کے نزدیک تو فرمانے لگے "یہ میرے رب کا فضل (و کرم) ہے"

تفسیر :- یہ آصف بن برخیا تھے۔ کتاب سے مراد یا تو لوح محفوظ ہے یا تورات شریف یا ابراہیمی صحیفہ یعنی حضرت آصف ان کتب کی تعلیم کی برکت سے ولی ہو چکے تھے۔ کیوں نہ ہوتے کہ حضرت سلیمانؑ کے شاگردِ رشید تھے۔ علم کتاب سے مراد علم باطنی یعنی علم تصوف ہے کیونکہ ظاہری علم ولایت اور یہ طاقت پیدا نہیں کرتا۔ اس آیت سے ولی کی قوت، ولی کی رفتار اور ولی کی پہچان ہوتی ہے۔ کیونکہ آصف نے بلقیس کے مقام کا پتہ کسی سے نہ پوچھا اور آنا فانا اتنا وزنی تخت لے آئے۔ خیال رہے کہ لانے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں ہیں بلکہ **عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ** سے معلوم ہوا کہ قوتِ مملکی سے وہ تخت نہ آیا بلکہ قوتِ روحانی بشری سے آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا سے بھی تخت نہ آیا۔ جیسا کہ "ان اتیک" سے معلوم ہوتا ہے۔ اس آیت سے کراماتِ اولیاء کا ثبوت بھی ہو گیا اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتی الکتاب کے علم کی برکت سے ایسا کام کر سکتا ہے تو نبی اکرم ﷺ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا ولی جو الکتاب

کا نہیں بلکہ **الکتابُ الْمُبِیْنُ** کا عالم اور اُس کے اسرار و معارف
پر آگاہ ہے۔ اس سے ایسے امور کا سرزد ہونا کیا مشکل ہے
وہ لوگ جو نبی پاک **صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ**

کی اُمت کے اولیائے کاملین کی کرامات کا انکار کرتے ہیں
انہیں قرآن کریم کی اس آیت میں غور و فکر کرنا چاہیے۔
ہم جس کا انکار کرتے وقت گزار رہے ہیں۔

قرآن کی آیات بیّنات اور بھی شاید ہیں
لیکن اختصار کی وجہ سے تین آیات پیش کی گئی ہیں۔
اللہ سمجھنے کی توفیق دے۔

کشف و کرامات

حضرت شیخ معروف کرخی ^{رحمۃ اللہ علیہ} اور کرامات

حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے بے شمار کشف و کرامات سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک ڈاکو گرفتار ہوا۔ حاکم نے حکم دیا کہ اس ڈاکو کو سولی دے دی جائے۔ حکم پاتے ہی اُس کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اور ڈاکو کا سولی پر ہی انتقال ہو گیا۔ ابھی اُس کی لاش سولی پر ہی تھی کہ اس طرف سے حضرت معروف کرخی رح کا گزر ہوا۔ لاش کو سولی پر دیکھ کر آپ لرز گئے۔ اور اُس کے لئے دعائے مغفرت فرمانے لگے کہ اے رحمن و رحیم! اس شخص نے اپنے کئے کی سزا دنیا ہی میں پالی ہے تو غفور رحیم ہے اگر اس کی خطا معاف فرما دے اور دارین میں اسے عزت بخش دے تو تیرے بخشش کے خزانوں میں کمی نہیں ہو سکتی۔ یکایک ایک غیبی آواز جسکو سارے شہر والوں نے سنا کہ جو کوئی اس سولی والے شخص کی نماز جنازہ پڑھے گا وہ آفرت میں بڑے رتبے پائے گا۔

اس غیبی آواز کے سننے ہی تمام شہر کے لوگ جمع ہو

گئے اور ہاتھوں ہاتھ اُسے سولی سے اتارا اور بخوبی غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔ رات کو ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور وہ ڈاکو نمازیوں کے ساتھ وہاں شاندار لباس پہنے ہوئے موجود ہے اُس سے پوچھا کہ اتنی عظیم دولت تجھے کس طرح ملی؟ اُس نے جواب دیا کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی دُعا اللہ رب العزت نے قبول فرمائی اور میری بخشش فرمادی۔

۲: حضرت کے ماموں شہر کے حاکم تھے ایک روز اُن کا گذر جنگل میں ہوا۔ وہاں پر حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے روٹی تناول فرما رہے تھے۔ اور قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک کتے کو بھی روٹی کھلا رہے تھے۔ آپ کے ماموں نے کہا کہ کتے کے قریب کیوں روٹی کھا رہے ہو آپ نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک پرندہ ہوا میں اڑ رہا ہے اُس کو آواز دی۔ پرندہ حکم پاتے ہی نیچے اتر آیا اور آکر آپ کے ہاتھ پر بیٹھ گیا۔ مگر شرم کی وجہ سے اپنا منہ اور اپنی آنکھیں اپنے پروں سے چھپا لیں۔ حضرت نے فرمایا کہ دیکھو جو شخص خدائے تعالیٰ سے شرم رکھتا ہے ہر چیز اُس سے شرم رکھتی ہے۔ آپ کے ماموں نے یہ شان دیکھی تو بہت شرمندہ ہوئے۔

۳: حضرت ایک روز ایک جماعت کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ دریائے دجلہ کے کنارے نوجوانوں کی ایک

جماعت کو دیکھا جو فسق و فجور میں مبتلا تھے آپ کے ساتھیوں نے کہا کہ حضور ان کے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام بد معاشوں کو غرق کر دے تاکہ اس کی نحوست پھیلنے نہ پائے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم سب اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ۔ میں دعا کرتا ہوں اور تم لوگ صرف آمین کہنا۔ چنانچہ سبھوں نے ہاتھ اٹھائے اور آپ نے دعا کی "اللہم جس طرح تو نے ان لوگوں کو اس دنیا میں عیش و عشرت سے نوازا اسی طرح اُس جہان میں بھی عیش و عشرت عطا فرما" آپ کی اس دعا پر آپ کے ساتھیوں کو تعجب ہوا اور وجہ دریافت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا "تم لوگ ذرا دیر ٹھہرو میرا مقصد ابھی ظاہر ہو جائیگا"

چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اس جماعت کی نظر جو نہی حضرت پر پڑی تو ان لوگوں نے اپنے باجے گاجے کو توڑ دیا اور شراب کو پھینک دیا اور زار و قطار رونے لگے اور تمام لوگ آپ کے قدموں پر گر پڑے اور صدق دل سے تائب ہو گئے۔ حضرت نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ دیکھ لیا تم لوگوں نے۔ یہی میری مراد تھی جو حاصل ہوئی۔ بغیر اس کے کہ یہ غرق ہوں یا ان لوگوں کو تکلیف پہنچے"

منقول ہے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو
تجہیز و تکفین تمام اہل ادیان نے دعویٰ کیا کہ ہم آپ کا جنازہ اٹھائیں گے۔ چنانچہ یہودی، ترساں، مسلمان سب آپ کے دعویٰ دے رہے تھے۔ آپ کے خادم نے کہا "حضرت نے مجھ سے وصیت فرمائی ہے کہ جو قوم میرا جنازہ زمین سے اٹھالے گی وہی قوم میری تجہیز و تکفین

کرے گی۔ اس لئے سب سے پہلے یہودیوں نے کوشش کی لیکن جنازہ کو شدید کوشش کے باوجود نہ اٹھا سکے۔ پھر ترسانے کوشش کی مگر وہ بھی ناکام رہے۔ آخر میں مسلمانوں نے جنازہ کو اٹھا لیا اور آپ کو دفن فرمایا۔
(مسائل السالکین)

حضرت شیخ جنید بغدادی ^{رحمۃ اللہ علیہ} اور کرامات



حضرت شیخ جنید بغدادیؒ کے کشف و کرامات میں سے چند ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

ایک مرید کا واقعہ آپ کا ایک مرید جو لہرہ میں رہتا تھا اُس کے دل میں ایک روز گناہ کا خیال

پیدا ہوا۔ یہ خیال آتے ہی اُس کا پورا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ اور جب اپنی صورت کو آئینہ میں دیکھا تو بہت گھبرایا اور شرم و ندامت کی وجہ سے گھر سے باہر نکلنا بھی ترک دیا۔ الغرض تین روز کے بعد اُس کے منہ کی سیاہی کم ہوتے ہوتے بالکل دور ہو گئی۔ اور اُس کا چہرہ پھر پہلے کی طرح روشن ہو گیا۔ اسی روز ایک شخص آیا اور حضرت جنید بغدادیؒ کا خط لایا۔ جب اُس شخص نے خط پڑھا تو اُس میں تحریر تھا کہ اپنے دل کو اپنے قابو میں رکھو اور بندگی کے دروازے پر ادب سے رہو اس لئے کہ آج مجھے تین دن و رات سے دھوبی کا کام کرنا پڑا کہ تمہارے منہ کی سیاہی دور ہو۔

ایک مجوسی کا واقعہ

حضرت جنید بغدادیؒ کے زمانے میں ایک مجوسی نے اپنے گلے میں زنار ڈالا اور مسلمانوں کا لباس پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضور! ایک حدیث شریف کا مطلب دریافت کرنے آیا ہوں۔ حدیث میں یہ آیا ہے۔ "اتَّقُوا بَضْرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ" یعنی "مومن کی فراست سے ڈرو، اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے"۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے اس کے اس سوال کو سن کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس حدیث شریف کا یہ مطلب ہے کہ تو اپنا زنار توڑ، کفر چھوڑ اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جا" مجوسی نے جب آپ کے اس جواب کو سنا تو دنگ رہ گیا اور فوراً پکار اٹھا "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" ط

(سائلک السالکین)

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور کرامات

شیخ عبدالوہاب، شیخ عبدالرزاق اور عمر بن کیمانی رحمۃ اللہ علیہم نے بیان کیا ہے کہ ہم نے شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منبر پر کھڑے یہ سنا تھا کہ مجھے ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا "بیٹا تم وعظ کیوں نہیں کرتے" میں نے عرض کی "یا رسول اللہ! میں عمی ہوں۔ بغداد کے فصحاء عرب کے سامنے کس طرح کلام کر سکتا ہوں" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے حکم دیا کہ اپنا منہ کھولو۔ جب میں نے منہ کھولا تو آپ نے سات بار میرے منہ میں آبِ دہن ڈالا اور حکم دیا کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچاتا رہوں۔ میں نے ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد سلسلہٴ وعظ شروع کیا بہت سے لوگ جمع ہو گئے لیکن میرا بدن کانپنے لگا۔ میں نے حضرت علیؓ کو اللہ وجہہ کو دیکھا کہ میرے سامنے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں "اپنا منہ کھول دو" جب میں نے منہ کھولا تو آپ نے چھ بار اس میں آبِ دہن دیا۔ میں نے عرض کی "یا حضرت! سات بار کیوں نہیں" آپ نے بتایا "اوازِ رسولِ خدا کی پاسداری ہے"۔ یہ کہہ کر آپ غائب ہو گئے۔

(زبدۃ الآثار - تلخیص بہجتہ الامرار)

ایک مرتبہ بیل لے کر بیل چلانے کے ارادے سے اپنی زمین کی طرف جا رہے تھے کہ بیل نے مڑ کر دیکھا اور بزبانِ انسان کہا
 مَا لِهَذَا خُلِقْتَ وَلَا بِهَذَا امِرْتُ۔ یعنی اے عبدالقادر
 آپ کو اس لئے نہیں پیدا کیا گیا ہے اور نہ اس کا حکم دیا گیا ہے
 آپ گھبرا کر واپس آگئے۔ مکان کی چھت پر چڑھے تو دیکھا کہ حاجیوں
 کا ایک قافلہ بیت اللہ شریف کو جا رہا ہے۔ اتر کر والدہ ماجدہ
 کی خدمت میں عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو تحصیلِ علوم اور زیارتِ
 بزرگان سے فیضیاب ہونے کے لئے بغداد چلا جاؤں۔ آپ کی عمر اس
 وقت اٹھارہ سال کے قریب تھی۔ اور والدہ ماجدہ کی اٹھتر سال
 وہ با چشمِ پریم اسی دینار جو جناب غوث الاعظم کے والد بزرگوار نے
 ترکے میں چھوڑے تھے نکال لائیں۔ چالیس دینار غوث الاعظم کے

پیرا میں سے ہی دیئے۔ اور چالیس ان کے چھوٹے بھائی کے لئے رکھ لئے۔ پھر ان سے ہمیشہ سچ بولنے کا عہد لے کر انہیں خدا کے سپرد کیا اور کہا "اب قیامت کے روز ملاقات ہوگی۔"

اتناے راہ جب قافلہ ہمدان سے آگے نکلا تو ڈاکوؤں کے گروہ نے اسے لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ "لڑکے! تیرے پاس بھی کچھ ہے؟" آپ نے فرمایا "ہاں چالیس دینار ہیں" ڈاکو کو یقین نہ آیا۔ اور مذاق سمجھ کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسرے ڈاکو نے بھی آکر یہی سوال کیا اور وہی جواب سن کر اپنے سردار سے سرسری طور پر اس کا ذکر کیا۔ سردار نے آپ کو بلوا کر پوچھا آپ نے اسے بھی سچ سچ بتا دیا اور پیرا ہن چاک کرنے پر چالیس دینار برآمد ہو گئے۔ اس پر ڈاکوؤں کا سردار احمد بدوی سخت متعجب ہو کر بولا "لڑکے! تمہیں معلوم ہے کہم رہن ہیں جو مسافروں کا مال لوٹتے ہیں پھر تم نے ہم پر ان دیناروں کا بھید کیوں ظاہر کر دیا۔ جسے تم نہایت آسانی سے خفیہ رکھ سکتے تھے۔" غوث الاعظم نے فرمایا "میں نے وقتِ رخصت اپنی ضعیف والدہ سے سچ بولنے کا اقرار کیا تھا۔ اس لئے چالیس دیناروں کی خاطر خلاف عہد کیوں کرتا؟" سردار پر رقت طاری ہو گئی اور وہ بہت رویا اور کہنے لگا "اے بچے! تجھے اپنی والدہ کے ساتھ عہد کا اتنا پاس ہے لیکن حیف ہے مجھ پر کہ اتنے سالوں سے اپنے خالق کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو پس پشت ڈالے ہوئے ہوں" یہ کہہ کر وہ اٹھا

اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ اُس کے رفقا نے بھی اُس کی موافقت کی کہ راہزنی میں تو ہمارا سرور تھا تو توبہ میں بھی تو ہی ہمارا قائد رہے اور تمام لوٹا ہوا مال قافلہ والوں کو واپس کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس تائب گروہ کو واصلین باللہ میں سے کیا

(بہجتہ الاسرار)

ابوالمظفر حسن بن تمیم قاسمی تاجر
 شیخ حماد باس رحمۃ اللہ علیہ کے

ایک تاجر کا واقعہ

پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا "یا سیدی! میں تجارت کے سلسلہ میں سفر کرنا چاہتا ہوں" شیخ نے کہا "اگر تم نے اس سال سفر کیا تو قتل کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا مال و اسباب لوٹ لیا جائے گا۔" ابوالمظفر بڑا افسردہ دل ہو کر مجلس سے باہر آ گیا اور حضرت شیخ عبدالقادر جو ان دنوں ابھی نوجوان تھے کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا "تم سفر کرو صحیح سلامت لوٹ آؤ گے اور میں اس بات کا ضامن ہوں"

ابوالمظفر سفر تجارت پر نکلا اور اپنا مال و اسباب

ایک ہزار دینار میں فروخت کر دیا۔ وہ ایک حمام میں گیا اور حمام کے طاق میں ایک ہزار دینار کی تھیلی رکھ دی اور اُسے اٹھانا بھول گیا۔ اور اُس مکان میں آ گیا جہاں اُس کا قیام تھا۔ اور گہری نیند سو گیا۔ اُس نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک قافلہ کے ہمراہ سفر کر رہا ہے اور راستے میں عرب قزاقوں

نے اس قافلہ پر حملہ کر دیا۔ اور قافلہ کے ہر شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ایک قزاق نے اُس کی گردن بھی اڑا دی۔ وہ اس دہشت ناک خواب سے بیدار ہوا اور کانپنے لگا۔ اُسے اس خون کا اثر اپنی گردن پر محسوس ہو رہا تھا۔ اور اُن شدید ضربات کا درد بھی محسوس ہو رہا تھا۔ اسے اپنا روپیہ یاد آیا وہ دوڑا دوڑا حمام میں گیا۔ اُس کا ہزار دینار وہیں پڑا تھا بغداد واپس آکر اُس نے فیصلہ کیا کہ دونوں بزرگوں سے ملے چونکہ حضرت دباسؒ ضعیف تھے جن کی بات سچی ہوئی ہے وہ شیخ عبدالقادر کے بجائے وہ حضرت دباسؒ کے پاس گیا انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ ”شیخ سید عبدالقادرؒ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ کے محبوب ہیں۔ انہوں نے تمہاری برکت اور فائدے کیلئے اللہ تعالیٰ سے شتر بار سفارش کی تھی۔ حالانکہ تمہاری تقدیر میں نقصانِ سرمایہ اور قتل لکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقدیر کو بدل دیا۔ اور صرف خواب میں اس کا منظر دکھا کر قتل سے بچا لیا۔ اور مال کے نقصان کو بھی بھول جانے سے بچا لیا۔“

پھر وہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پاس آیا آپ نے پوچھا کہ شیخ حمادؒ نے تمہیں میرے شتر بار سفارش کرنے کا واقعہ سنا دیا ہے۔ ابوالمنظف نے کہا ”ہاں“ آپ نے فرمایا ”خدا کی قسم۔ میں نے تمہاری برکت کے لئے اپنے اللہ سے مکرراً

ستر بار التجا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی اُس تعذیر کو بدل دیا۔
 اور بیداری کی چیز کو خواب میں دکھا دیا۔ **يَمْحُوا اللَّهُ
 مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ** (اللہ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا
 ہے جسے چاہتا ہے ثابت کرتا ہے۔

(زبدۃ الآثار تلخیص بہجتہ الاسرار)

ناپینا اور مفلوج صحت پاکے

شیخ قدوہ ابو الحسن

علی قرشیؒ نے روایت کی ہے ۵۴۷ھ میں شیخ علی بن ہلیتیؒ
 اور میں حضرت شیخ محی الدین جبیلانی رضی کی خدمت میں بیٹھے
 تھے۔ ایک تاجر ابو غالب فضل اللہ بن اسمعیل بغدادی آپ
 کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا "حضرت آپکے نانا جناب رسالتآب
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص
 دعوت پر بلائے تو اسے رد نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ میں بھی آپ
 کی اپنے غریب خانہ پر کھانے کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے
 فرمایا "اگر مجھے اجازت ملی تو میں آؤں گا"

چنانچہ آپ مراقبے میں گئے اور دیر تک مراقبہ میں رہنے
 کے بعد فرمانے لگے "میں ضرور آؤں گا" آپ اپنے گھوڑے پر سوار
 ہوئے شیخ علی نے رکاب تھامی ہوئی تھی۔ میں بھی بائیں رکاب
 کو پکڑے ہوئے جا رہا تھا۔ ہم اُس تاجر کے گھر پہنچے۔ اُس کے گھر
 بغداد کے بڑے بڑے مشائخ بھی آئے ہوئے تھے۔ علمائے کرام اور

اعیانِ مملکت بھی موجود تھے۔ چنانچہ آپ کے سامنے دستِ خوان بچھا دیا گیا۔ جس پر رنگارنگ کے کھانے چُنے ہوئے تھے۔ ایک بہت بڑا برتن دستِ خوان کے ایک کونہ میں سر بہر رکھ دیا گیا تھا۔ ابوالغالب (میزبان) نے کہا۔ "اجازت ہے" حضرت شیخ سر جھکائے بیٹھے رہے۔ نہ خود کھایا نہ اہلِ مجلس کو اجازت دی۔ تمام اہلِ مجلس خاموش بیٹھے رہے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ نے میری طرف اشارہ کیا۔ اور علی ہلیتی کو بھی کہا کہ ہم دونوں جا کر وہ بڑا سا برتن اٹھالائیں۔ اگرچہ وہ برتن بڑا بھاری تھا لیکن ہم اٹھا لائے اور شیخ کے آگے رکھ کر اُس کا ڈھکنا کھولا۔ اُس برتن میں ابوالغالب (میزبان) کا بیٹا تھا جو مادر زاد اندھا، مفلوج اور مجذوم تھا۔ حضرت شیخ نے اُسے کہا "اللہ کے حکم سے اٹھو"

وہ لڑکا آنکھوں سے ایسے دیکھنے لگا جیسے وہ بنیا ہو اور اُس میں کوئی بیماری نظر نہیں آتی تھی۔ حاضرینِ مجلس میں ایک وجد آفریں شور برپا ہوا۔ آپ اسی شور میں باہر آگئے اور کچھ نہ کھایا۔ میں شیخ ابوسعید قیلوکی کے پاس آیا اور اُسے یہ واقعہ سنایا اُنہوں نے سُن کر فرمایا "شیخ عبدالقادرؒ اللہ کے حکم سے اندھوں کو بنیا۔ کورھی کو تندرست اور مردہ کو زندہ کر سکتے ہیں

(زبدۃ الآثار۔ تلخیص بہجتہ الاسرار)

ایک چیل کا دوبارہ زندہ کئے جانے کا واقعہ

امام دیرمیؒ نے مادہ حذاق میں نقل کیا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ایک دن وعظ فرما رہے تھے۔ ہوا تند و تیز تھی اس طرف سے ایک چیل چکر لگا کر شور کرتی ہوئی آئی جس کی وجہ سے سامعین کو وعظ سننے میں تشویش ہونے لگی۔

شیخ قدس سرہ نے ہوا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس چیل کا سر پکڑے۔ چنانچہ وہ چیل اسی وقت نیچے آ پڑی کہ وہ خود ایک طرف پڑی ہوئی تھی اور اُس کا سر تن سے جدا ہو کر دوسری طرف پڑا ہوا تھا۔ یہ ماجرا دیکھ کر شیخ قدس سرہ وعظ کی کرسی سے اتر پڑے اور چیل کو ایک ماتہ میں لیا اور اپنا دوسرا ماتہ اُس پر پھرتے ہوئے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وہ چیل زندہ ہو کر اڑ گئی اور سب حاضرین مجلس یہ ماجرا دیکھ رہے تھے۔ دیرمی فرماتے ہیں کہ ہم تک اسنادِ صحیح سے یہ بات پہنچی ہے۔

”ترجمان السنۃ“

مردوں کو زندہ کرنا

وہ کہہ کر قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ جلا دیتے ہیں مردوں کو

بہت مشہور ہے اَحْیَا تے صَوْتِی غَوْثِ الْعَظْمِ کَا

اسرار السالکین میں ہے کہ ایک دن آپ بازار شریف لے جا رہے

تھے۔ دیکھا کہ ایک نصرانی اور ایک مسلمان میں مباحثہ و مجادلہ ہو رہا

ہے۔ نصرانی بہت سے دلائل سے اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی فضیلت ثابت کر رہا تھا۔ اور مسلمان اپنے پیغمبر نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت میں بہت سے دلائل پیش کر رہا تھا۔ آخر میں نصرانی نے کہا کہ میرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قسم باذن اللہ کہہ کر مردے زندہ کر دیتے تھے۔ تم بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر نے کتنے مردے زندہ کئے ہیں۔ یہ سن کر مسلمان نے سکوت اختیار کیا۔ یہ سکوت سرکارِ عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہایت ناگوار معلوم ہوا اور نصرانی سے ارشاد فرمایا کہ میرے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ معجزہ یہ ہے کہ اُن کے ادنیٰ خادم مردوں کو جلا سکتے ہیں۔ تو جس مردہ کو کہے اُسے میں ابھی زندہ کر دوں۔

یہ سن کر نصرانی آپکو ایک بہت ہی پرانے قبرستان میں لے گیا اور ایک بہت ہی پرانی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ اس مردہ کو زندہ کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ قبر ایک قوال کی ہے اور میرے پیغمبر قسم باذن اللہ کہہ کر مردوں کو جلاتے تھے (یعنی اُٹھ اللہ کے حکم سے) مگر میں کہتا ہوں قسم باذن اللہ (یعنی اُٹھ میرے حکم سے)۔ صرف اتنا کہنا تھا کہ قبر شوق ہوئی اور صاحبِ قبر جو قوال تھا اپنے ساز و سامان کے ساتھ قبر سے گاتا بجاتا باہر آگیا اور کلمہ شہادت زبان سے ادا کیا۔ یہ دیکھ کر نصرانی بصدقِ دل ایمان لایا اور آپ کے خدام فوی الاحتمام میں داخل ہو گیا۔ (مسائل السالکین) ج ۱

(تذکرہ مشائخ قادریہ)

ایک چیل کا دوبارہ زندہ کئے جانے کا واقعہ

امام دمریؒ نے مادہ حراق میں نقل کیا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ایک دن وعظ فرما رہے تھے۔ ہوا تند و تیز تھی اس طرف سے ایک چیل چکر لگا کر شور کرتی ہوئی آئی جس کی وجہ سے سامعین کو وعظ سننے میں تشویش ہونے لگی۔

شیخ قدس سرہ نے ہوا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اس چیل کا سر پکڑے۔ چنانچہ وہ چیل اسی وقت نیچے آ پڑی کہ وہ خود ایک طرف پڑی ہوئی تھی اور اس کا سر تن سے جدا ہو کر دوسری طرف پڑا ہوا تھا۔ یہ ماجرا دیکھ کر شیخ قدس سرہ وعظ کی کرسی سے اتر پڑے اور چیل کو ایک ماتہ میں لیا اور اپنا دوسرا ماتہ اس پر پھرتے ہوئے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِؑ۔ وہ چیل زندہ ہو کر اڑ گئی اور سب حاضرین مجلس یہ ماجرا دیکھ رہے تھے۔ دمری فرماتے ہیں کہ ہم تک اسناد صحیح سے یہ بات پہنچی ہے۔

”ترجمان السنۃ“

مردوں کو زندہ کرنا

وہ کہہ کر قُمُّ بِاِذْنِ اللّٰهِ جلا دیتے ہیں مردوں کو

بہت مشہور ہے اکیاتے صوتی غوث اعظم کا

اسرار سالکین میں ہے کہ ایک دن آپ بازار شریف لے جا رہے

تھے۔ دیکھا کہ ایک نصرانی اور ایک مسلمان میں مباحثہ و مجادلہ ہو رہا

ہے۔ نصرانی بہت سے دلائل سے اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی فضیلت ثابت کر رہا تھا۔ اور مسلمان اپنے پیغمبر نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت میں بہت سے دلائل پیش کر رہا تھا۔ آخر میں نصرانی نے کہا کہ میرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قسم باذن اللہ کہہ کر مردے زندہ کر دیتے تھے۔ تم بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر نے کتنے مردے زندہ کئے ہیں۔ یہ سن کر مسلمان نے سکوت اختیار کیا۔ یہ سکوت سرکارِ عنوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہایت ناگوار معلوم ہوا اور نصرانی سے ارشاد فرمایا کہ میرے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُدنیٰ معجزہ یہ ہے کہ اُن کے ادنیٰ خادم مردوں کو جلا سکتے ہیں۔ تو جس مردہ کو کہے اُسے میں ابھی زندہ کر دوں۔

یہ سن کر نصرانی آپکو ایک بہت ہی پرانے قبرستان میں لے گیا اور ایک بہت ہی پرانی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ اس مردہ کو زندہ کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ قبر ایک قوال کی ہے اور میرے پیغمبر قسم باذن اللہ کہہ کر مردوں کو جلاتے تھے (یعنی اُٹھ اللہ کے حکم سے) مگر میں کہتا ہوں قسم باذنی (یعنی اُٹھ میرے حکم سے)۔ صرف اتنا کہنا تھا کہ قبر شوق ہوئی اور صاحبِ قبر جو قوال تھا اپنے ساز و سامان کے ساتھ قبر سے گاتا بجاتا باہر آگیا اور کلمہ شہادت زبان سے ادا کیا۔ یہ دیکھ کر نصرانی بصدقِ دل ایمان لایا اور آپ کے خدام فوی الاحتمام میں داخل ہو گیا۔ (مسائل السالکین) ج ۱

(تذکرہ مشائخ قادریہ)

ام محمد عائشہ کا واقعہ

آپ کی پھوپھی ام محمد عائشہ بڑی نیک اور صالح عورت تھی۔ ان سے بڑی کرامات ظہور میں آئیں۔ ایک دفعہ جیلان میں قحط کی شدت ہوئی۔ تو لوگوں نے طلب دعائے باران کی لیکن غازی استسقاء کے باوجود بھی باران رحمت کا نزول نہ ہوا۔ لوگ اس نیک بی بی کے پاس آئے اور طلب باران رحمت کی درخواست کی۔

کہتے ہیں کہ حضرت ام محمد عائشہ نے اپنے صحن میں جھاڑو دیا اور کہا۔ ”بارِ الہا! میں نے جھاڑو دے دیا ہے اب پانی برسانا تیرا کام ہے۔ ابھی زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ زور دار بارش برسنے لگی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے آسمان سے مشکوں کے منہ کھول دیئے ہیں۔ لوگ پانی میں شرابور ہو کر اپنے اپنے گھروں کو پہنچے۔

اس نیک بی بی نے بڑی عمر پائی اور جیلان ہی میں مدفون ہوئی۔

شیخ شہاب الدین کا فلسفہ کلام

شیخ شہاب الدین سہروردی بیان کرتے ہیں کہ میں آغاز جوانی میں بڑا تیز طبع تھا۔ مجھے علم کلام۔ یونانی فلسفہ اور دوسرے علوم مناظرہ و مجادلہ پر بہت عبور تھا۔ میرے چچا ابوالنجیب

سپروردی مجھے ایسے علوم سے اکثر روکتے رہتے تھے مگر میں باز نہیں آتا تھا۔ ایک دن میرے چچا میرے پاس آئے اور مجھے سیدنا عبدالقادرؒ کی زیارت کے لئے لے گئے۔ اور مجھے کہا کہ اے عمر! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَادَىٰ مِّنَ الرَّسُولِ (الآیہ)** یاد رکھو! تم ایسے شخص کے پاس آئے ہو جس کا دل اللہ تعالیٰ کے اسرار و رموز کی خبریں دیتا ہے لہذا یاد رکھو ان کے سامنے محتاط ہو کر بیٹھنا تاکہ ان کی برکات حاصل کر سکو۔

میں آپؒ کے پاس بیٹھ گئے۔ میرے چچا نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ ”یاسیدی! یہ میرا بھتیجا ہے جو علم کلام اور فلسفہ میں مشغول ہے میں نے اسے بار بار منع کیا ہے لیکن یہ ایسے علوم سے باز نہیں آتا۔ آپؒ نے میری طرف توجہ فرماتے ہوئے کہا۔ ”عمر! تمہیں کون کون سی کتابیں یاد ہیں۔“ میں نے بتایا کہ ”فلاں فلاں کتاب“ یہ سنتے ہی آپ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ مجھے اللہ کی قسم ہے۔ ابھی آپ کا ہاتھ سینہ سے جدا نہیں ہوا تھا کہ ان تمام کتابوں کے الفاظ یکسر مجھے بھول گئے اور ان کتابوں کے تمام مسائل و مطالب میرے ذہن سے محو ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں علم لدنیؑ بھر دیا میں فوراً کھڑا ہو گیا حالانکہ میں عارفانہ گفتگو کر رہا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ ”تم عراق میں مشہور ترین عالم دین ہو“

حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ کہتے ہیں "شیخ
عبدالقادرؒ سلطان الطریق تھے اور ان کا تصرف تمام موجودات
پر حاوی ہے۔ (زبدۃ الآثار۔ تلخیص بہجتہ الاسرار)

حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ اور کرامات

حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ ایک مرتبہ گورستان سے آتے تھے
ایک جوان بسطام کے رئیسوں سے گاتا بجاتا چلا آتا تھا۔ حضرت بایزید بسطامیؒ
رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا "لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"
جوان نے اپنا باجہ ان کے سر پر دے مارا اور اس زور سے مارا کہ باجا بھی
ٹوٹ گیا اور شیخ کا سر بھی ٹوٹ گیا۔ اس کے دوسرے دن صبح کی وقت
حضرت بایزید بسطامیؒ نے باجہ کی قیمت اور کسی قدر حلوہ اپنے مرید کے ہاتھ
اس جوان کے پاس بھیجا اور کہا کہ اس سے کہنا کہ بایزید بسطامیؒ نے
عذر کیا ہے اور یہ قیمت بھیجی ہے اس سے اور باجا خرید لو اور یہ
حلوہ بھیجا ہے کہ اس کو کھاؤ تاکہ رات کا غم و غصہ دفع ہو۔
جوان نے یہ معاملہ دیکھا تو اگر حضرت بایزید بسطامیؒ
کے قدموں پر گرا اور توبہ کی اور بہت رویا۔ وہ آپ کا مرید ہوا
اور اس کے ہمراہی بھی اس کی موافقت میں مرید ہوئے اور یہ
حضرت خواجہ کی خوش خلقی کا نتیجہ تھا۔

آتش پرست کا اسلام قبول کرنا

حضرت خواجہ کے پڑوس میں

ایک آتش پرست رہا کرتا تھا۔ وہ سفر کو گیا اُس کا بچہ اندھیری رات کی وجہ سے روتا۔ حضرت خواجہ اپنا چراغ اس کے گھر لے جاتے تب وہ خوش ہو جاتا۔ جب وہ آتش پرست سفر سے واپس آیا اُس کی بیوی نے اُس سے حال بیان کیا۔ اُس نے کہا "جب خواجہ کی روشنی ہمارے گھر میں آگئی تو اب کیا اندھیرے میں رہیں۔ وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ ایک آتش پرست سے کسی نے کہا کہ تو مسلمان ہو جا اُس نے کہا کہ "اگر مسلمانی ایسی چیز ہے جیسے بایزید بطنامی کرتے ہیں تو وہ مجھ سے نہیں ہوتی۔ اور جیسی تم کرتے ہو ایسی کوئی چیز نہیں" شیخ بایزید بطنامی ہر سال دہستان قبور شہداء کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ جب راہ میں خرقان پہنچے اُس جگہ کھڑے ہوتے اور اس طرح سے سانس لیتے جیسے کہ کوئی کچھ سونگھتا ہے۔ مرید عرض کرتے کہ حضرت ہم کو تو کچھ خوشبو نہیں آتی۔ آپ کیا سونگھتے ہیں۔ جواب دیتے کہ اس چوروں کے گاؤں سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے۔ اس کا نام علی اور کنیت ابوالحسن ہے اُس میں تین باتیں مجھ سے زیادہ ہونگی۔ اُس پر بارِ عیال ہوگا۔ کھیتی کرے گا اور درخت لگایا کرے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور کرامات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بگاہ کشف سے دیکھا کہ آپ کے دونوں صاحبزادوں حضرت محمد سعید اور حضرت محمد معصوم کے استاد ملاً طاہر لاہوری کی پیشانی پر "شقی" (بدبخت) لکھا ہوا ہے۔ آپ نے اس کا تذکرہ اپنے دونوں بچوں سے کیا۔ ان دونوں نے گزارش کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے استاد کی شقاوت کو سعادت سے بدل دے۔ حضرت مجدد نے فرمایا کہ میں نے لوح محفوظ میں دیکھا کہ یہ قضائے مبرم ہے اس کو بدلا نہیں جاسکتا۔ بچوں نے پھر بھی دعا کیلئے اصرار کیا۔ آپ کو یاد آیا کہ حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی ؒ نے فرمایا کہ قضا مبرم بھی میری دعا سے بدل جاتی ہے۔ تو میں نے بارگاہ الہی میں دعا کی "اے اللہ! تیری رحمت بڑی وسیع ہے۔ تیرا فضل کسی ایک پر بند نہیں۔ میں امیدوار ہوں اور سوال کرتا ہوں کہ اپنے فضل عظیم سے میری اس التجا کو قبول فرما۔ ملاً طاہر کی پیشانی سے شقی کا لفظ مٹا کر "سعید" کا لفظ ثبت فرما جس طرح تو نے غوث الاعظم ؒ کی دعا قبول فرمائی تھی۔ حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ان کی پیشانی سے شقی کا لفظ مٹا دیا گیا اور سعید کا لفظ لکھا گیا۔ حضرت علامہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ قضائے مبرم سے یہاں وہ قضا مراد ہے جو لوح محفوظ میں کسی امر سے معلق نہ تھی بلکہ شکل مبرم تھی۔ لیکن علم الہی میں وہ قضا معلق تھی۔

مرض کا اپنے سر لینا

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مخلص مرید جس کا نام محمد صادق تھا۔ 'کابلی' کے نام سے مشہور تھا۔ مرضِ جذام میں گرفتار ہو گیا۔ یار دوست تمام کے تمام پیچھے ہٹ گئے۔ یہاں تک کہ ایک خاص دوست نے کسی محفل میں اس کے ساتھ علانیہ انکار کر دیا۔ وہ نہایت غمگین ہوا اور حضرت مجدد سے توبہ کی درخواست کی۔

آپ مرض کے دفعیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے مرض کو اپنے اوپر لے لیا۔ چنانچہ اس کا اثر مریض کے بدن سے آپ کے پاؤں مبارک پر منتقل ہو گیا۔ اس سے اگرچہ اُس کے مخلصوں کی عقیدت میں زیادتی ہو گئی مگر حضرت مجدد پر مرض کے منتقل ہونے سے سب بے چین ہو گئے۔ جب حضرت مجدد نے صاحبزادوں اور یاروں دوستوں کی پریشانی دیکھی تو دعا کی کہ یہ مرض آپ سے بھی دور ہو جائے چنانچہ اللہ کے فضل و کرم سے وہ بیماری آپ سے بھی جاتی رہی اور سب نے خدا کا شکر ادا کیا۔

بادل کا سایہ کرنا

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے معتقدین کا بیان

ہے کہ ایک دفعہ آپ صبح اور جنگل کی طرف سیر کو نکلے۔ اثنائے راہ میں دھوپ کی شدت اور گرد و غبار کی کثرت سے بڑے صاحبزادے اور دوسرے لوگوں پر جو پیادہ ہمرکاب تھے پیاس نے غلبہ کیا مگر ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے خاموش رہے۔

اسی اثناء میں خود حضرت مجددؒ نے مولانا محمد یوسف

سمرقندی سے جو آپ کے مرید اور پیر بھائی تھے، ارشاد فرمایا کہ دھوپ کی شدت اور غبار کی کثرت سے معتقدین کو تکلیف ہو رہی ہے۔ مولانا نے کہا کہ حضرت مجددؒ کو معلوم ہے کسی اور کے تباہی کی ضرورت نہیں۔ اس پر حضرت مجددؒ نے مسکرا کر آسمان کی طرف آنکھ اٹھائی اور تبسم فرماتے ہوئے لب مبارک سے کچھ کہا۔ ابھی چند قدم آگے بھی نہ بڑھے تھے کہ بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا جس نے حضرت مجددؒ اور آپ کے ساتھیوں پر سایہ کر دیا۔ اور بارش شروع ہو گئی۔ اور اس قدر بارش ہوئی کہ گرد و غبار اپنی جگہ پر جم گیا۔ اور کیچڑ نہ ہونے پایا اور معتدل ہوا کے جھونکے بھی آنے لگے۔ حالانکہ وہ بارش کا موسم نہ تھا

سخن سزا سے نجات دلانا

ایک امیر زادہ کو حاکم

وقت نے کسی قصور کے سبب سے لاہور سے طلب کیا۔ معلوم یہ ہوتا تھا کہ اس امیر زادے کو آتے ہی ہاتھی کے پاؤں کے نیچے

ڈال دیا جائے گا۔

امیرزادہ سرہند میں پہنچا اور حضرت مجدد الف ثانی کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور جان بخشی کے لئے گذارشات کیں۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "یقین رکھو کہ انشاء اللہ تم ہر سزا سے محفوظ رہو گے۔ بلکہ حاکم وقت تم سے اچھا سلوک کرے گا۔" امیرزادہ نے نہایت عاجزی سے عرض کیا "آپ جو کچھ زبان سے فرما رہے ہیں وہ مجھے لکھ کر دیجئے تاکہ میں پوری طرح مطمئن ہو جاؤں" آپ نے اس کے اسرار پر یہ لکھ دیا کہ 'چونکہ امیرزادہ نے حاکم وقت (بادشاہ) کے غضب کے خوف سے جو غضب الہی کا نمونہ ہے فقراً کی طرف رجوع کیا ہے، اس لئے فقراً نے اُسے اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ اور اس مہلکہ سے اسے رٹائی دے دی ہے۔'

کئی دن کے بعد اچانک خبر آئی کہ اس کو حاکم وقت نے نہایت تکلیف دہ سزا دے کر قید خانہ (جیل) میں بھیج دیا ہے۔ جب حضرت نے یہ سنا تو مسکرا کر فرمایا کہ "فقیر کی نظر میں یہ اظہر من الشمس ہے کہ وہ سلطان کی طرف سے شفقت و عنایت ہی دیکھے گا۔ اور یہ خبر سراسر غلط ہے" دو تین دن کے بعد علم ہوا کہ حاکم وقت اس امیرزادہ کو دیکھ کر ہنس پڑا اور بڑی خاطر و مدارات سے رخصت کیا اور چند نصائح سے بھی نوازا۔

مریض کو شفا دلوانا

علاقہ سرہند کے ایک فاضل کا بیان ہے کہ

حضرت مجدد الف ثانیؒ سے میری عقیدت کا سبب یہ ہوا کہ میرا ایک عزیز تھا جس سے مجھے بڑی محبت تھی۔ وہ ایک مہلک مرض میں گرفتار ہو گیا۔ بہت سے فقرا سے دعائیں اور اطباء سے دوائیں کروائیں مگر کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ ایک شخص نے میرے سامنے حضرت مجددؒ علیہ الرحمۃ کی توصیف کی۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر توجہ کے لئے التماس کی۔ آپ نے دعا کی اور حجرے میں تشریف لے گئے۔

ایک لمحہ کے بعد حجرے سے نکل کر آواز دی کہ فلاں شخص جس نے اپنے

مریض کیلئے بیماری سے شفا کی درخواست کی تھی کہاں ہے؟ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ "ہم فاتحہ مغفرت پڑھتے ہیں" میں پریشان ہو کر اپنے مکان کی طرف جو سرہند سے چند میل کے فاصلہ پر تھا روانہ ہوا۔ راستے میں میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت مجددؒ کی یہ دوسری فاتحہ موت کی صریحاً خبر ہے

جب میں گھر پہنچا تو اس مریض کو دفن کر چکے تھے۔ میں نے جو

حساب لکھایا تو معلوم ہوا کہ جس وقت آپ نے مجھے بلا کر فاتحہ مغفرت پڑھی تھی وہ اسی وقت فوت ہوا تھا۔

میں آپ کی یہ کرامت دیکھ کر مرید ہو گیا۔

پیشانی پر لفظ مُنکر کا ہونا ایک بزرگ بڑی دور سے

فاصلہ طے کرتے ہوئے بڑی محبت و اشتیاق سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت میں حاضر ہوئے۔ مریدین نے عرض کیا۔ حضور! یہ بہت مشہور بزرگ ہیں اور دور دراز سے محبت و اخلاص سے حاضر خدمت ہوئے ہیں۔ آپ ان کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔ حضرت مجددؒ نے فرمایا "ہاں میں ایسا ہی گمان کرتا تھا مگر میں نے اسکی پیشانی پر جلی الفاظ میں مُنکر لکھا ہوا پایا ہے۔ یہ سن کر حاضرین بہت متعجب ہوئے۔"

چشم مکاشفہ سے قبر کا نشان پانا

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے چھوٹے بھائی جن کا نام شیخ محمد مسعود تھا اور حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقبول مریدین میں سے تھے تجارت کے لئے قندھار گئے ہوئے تھے۔ اسی اثنا میں ایک روز صبح کے وقت حضرت مجددؒ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا "عجب معاملہ ہے میں ہر چند محمد مسعود کے احوال کی طرف متوجہ ہوا اور چشم مکاشفہ سے اُس کو تلاش کیا مگر روئے زمین پر کہیں بھی اُسے نہ پایا۔ بعد ازاں جب بغور متوجہ ہوا تو اُس کی قبر نظر آئی کہ ابھی فوت ہوا ہے۔" سامعین نے تاریخ اور دن درج کر لیا چند دنوں کے بعد اُس کے ساتھی واپس آگئے اور اُنہوں نے اُسکی وفات کی تاریخ اور دن وہی بتایا جو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے بتایا تھا۔

پورا رمضان بارش کا نہ ہونا ایک دفعہ رمضان شریف

کا مہینہ عین برسات کے موسم میں آیا۔ ان دنوں حضرت مجدد الف ثانیؒ
اجمیر شریف تشریف رکھتے تھے۔ آپ حسبِ عادت ختمِ قرآن میں مشغول
ہو گئے۔ پہلی رات نمازِ تراویح میں بیس حضرات نے ایک مسجد میں جو نہایت
تنگ تھی نمازِ تراویح ادا کی۔ بعض سے آپ کو اور معتقدین کو بہت
تکلیف پہنچی۔ نماز ادا کرنے کے بعد آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ
جو ختمِ قرآن کا پروگرام ہم نے تیار کیا ہے اس کے آخر تک اگر اللہ کریم کے
فضل و کرم سے بارش نہ ہو تو ہم مسجد سے باہر نمازِ تراویح ادا کرتے
چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ستائیسویں رمضان تک بالکل بارش
نہ ہوئی اور ہم نے ستائیسویں رات تک چار قرآن مجید ختم کئے اور
کسی رات بھی بارش نہ ہوئی۔ اور اٹھائیسویں رات سے بارش شروع ہو گئی

لوح محفوظ تک رسائی

ایک شخص نے حضرت مجدد الف

ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت جوانی گزر کر بڑھاپا
چھا گیا مگر کوئی فرزند پیدا نہیں ہوا جو میرے بعد میری یادگار بنے۔ اس بارے
میں آپ توجہ فرمائیں۔

آپ کچھ دیر مراقبہ میں رہے پھر فرمایا کہ "لوح محفوظ میں اس
موجودہ بیوی سے تمہاری قسمت میں کوئی اولاد نہیں اگر دوسری شادی
کرو تو اُس سے اولاد پیدا ہوگی۔ اور تمہارے بعد تمہاری یادگار رہے
گی" اتفاق سے پہلی بیوی فوت ہو گئی اور اُس نے دوسری بیوی سے

نکاح کر لیا جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور وہ دونوں اُس کی یادگار بنے رہے۔

حضرت مرزا مظہر جانجاناں ^{رحمۃ اللہ علیہ} اور کرامات

• ایک شخص کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ وہ اس کا نام رکھنے کے واسطے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر ساتھ ہی دل میں یہ خیال بھی آیا کہ اگر محمد حسن نام رکھا جائے تو اچھا ہے۔ بجز اس خیال کے آپ نے فرمایا کہ تمہارے لڑکے کا نام محمد حسن رکھا۔ جب یہ لڑکا جوان ہوا تو اُس نے طریقہ چشتیہ میں داخل ہونا چاہا رات کو حضرت خواجہ نقشبند ^{رح} کو خواب میں دکھا۔ آپ نے فرمایا ”بیٹا ہمارے گھر سے کہاں جاتے ہو اور اُس پر توجہ فرمائی کہ اُس کا دل ذاکر ہو گیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہوا

• آپ کا گذر اتفاقاً ایک فاحشہ عورت کی قبر پر ہوا۔ آپ قبر پر متوجہ ہوئے ” فرمایا کہ اس قبر میں آتش دوزخ شعلہ زن ہے۔“ ثواب ختم تہلیل اس کی روح پر کیا۔ فی الفور اُس کی نجات ہو گئی۔

• ایک مرتبہ ایک شخص آپ کو ایک قبر پر لے گیا۔ اور عرض کیا کہ یہ میرے ایک دوست کی قبر ہے اس کا حال دریافت فرمائیے آپ نے فرمایا کہ تو غلط کہتا ہے۔ یہ قبر تیرے دوست کی نہیں

بلکہ ایک عورت کی قبر ہے۔ اُس نے عرض کی کہ درست ہے میں نے امتحاناً آپ سے دریافت کیا تھا۔

• ایک شخص نے عرض کی کہ میرا ایک قرابت دار مر گیا ہے اُس کا حال تباہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کی بخشش کی دُعا فرمائیے۔
 آپ نے بعد بتفرع بجانبِ الہی فرمایا کہ "الحمد لله اُس کی مغفرت ہوگئی"۔ رات کو میٹ نے بھی آکر خواب میں بیان کیا کہ حضرت کی دُعا سے میری بخشش ہوگئی۔

حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ اور کرامات

• فرمایا کہ ایک روز ایک ہندو میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ مجھ کو یاد رب کی سکھا دیں۔ میں نے کہا "اللہ۔ اللہ۔ دو ہزار مرتبہ ہر روز صبح کے وقت کہہ لیا کرو"۔ اُس نے کہا "اس لفظ سے تو نہیں یاد کروں گا" میں نے کہا "اچھا قلب کی جانب متوجہ ہو کر دل سے "تُوہی۔ تُوہی" کرو" اس پر وہ راضی ہو گیا۔ چند روز کے بعد اُس کے دل میں توجہ الی اللہ پیدا ہوگئی اور مشرف بہ اسلام ہوا۔

• ایک ہندو بچہ برہمن زادہ اچھی شکل کا مجلس شریف میں اتفاقاً آگیا۔ سب لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ کی نظر عنایت اُس پر ہوگئی۔ فی الفور کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

• آپ کے ایک خادم تجارت کے واسطے قافلہ کے ہمراہ جاتے تھے راہ میں ایک صحرا میں دیکھا کہ آپ تشریف رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں

کہ جلد بگھی دوڑا کر آگے چلے جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

بعد میں معلوم ہوا کہ پچھلے قافلہ کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔

● آپ سے بیعت کیلئے ایک شخص دہلی آ رہے تھے۔ جنگل میں

راہ بھول گئے۔ دفعۃً ایک بزرگ آ موجود ہوئے اور ان کو

سیدھا راہ بتا دیا۔ ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا "میں

وہی ہوں جس سے تم بیعت ہونے جا رہے ہو۔"

● ایک صالحہ ضعیفہ کے جوان لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ آپ اس کی

توزیت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور فرمایا "اللہ تعالیٰ تم کو فرزند

نعم البدل عطا فرمائے" اس عورت نے عرض کیا "حضرت اب میں

بھی ضعیف ہو گئی ہوں اور میرا خاوند بھی ضعیف ہو گیا ہے اب کیا

اولاد پیدا ہوگی" آپ نے فرمایا کہ "خدا قادر ہے"

بعد ازاں آپ وہاں سے اٹھ کر ایک مسجد میں آئے وہاں وضو

کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اس عورت کے فرزند ہونے کے لئے دعا

مانگی۔ دعائے بعد آپ نے ہمراہی سے فرمایا کہ اس عورت کے فرزند کے

واسطے دعا مانگی تھی اثر اجابت پا گیا۔ *إِن شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى* لڑکا ہوگا بعد

ازاں حضرت کی بشارت کے موافق اللہ تعالیٰ نے اس کو فرزند عطا فرمایا

اور وہ جوان ہوا۔

● ایک عورت اپنے لڑکے کو لائی اور عرض کیا کہ یہ نوکر تھا۔ نوکری چھوڑ کر ملنگ

فقیروں میں داخل ہو گیا۔ شریعت سے منحرف ہو گیا۔ بھنگ پیا کرتا ہے۔

آپ نے توجہ فرمائی۔ راہ راست پر آ گیا۔

حضرت غلام محی الدین قصوری اور کرامات

● ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے۔ اور لوگ نہایت مؤثر ہو کر سن رہے تھے، اسی اثنا میں سیاہ گھٹا آئی اور بارش کے سامان ہوئے۔ سامعین یہ دیکھ کر متروک ہوئے۔ آپ نے فرمایا "کہ ایک مرتبہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ وعظ فرماتے تھے کہ اتنے میں ابراہم کر ترشح ہونے لگا اور خلقت میں ایک پریشانی شروع ہو گئی۔ حضرت غوث پاکؒ نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر فرمایا " میں جمع کرتا ہوں اور تو پریشان کرتا ہے" دفعۃً بادل ہٹ گیا

اس حکایت کا بیان کرنا تھا کہ حضرت کی مجلس سے بھی ابراہم

ہٹ گیا۔ اور لوگ نہایت اطمینان سے وعظ سنتے رہے۔

● ایک مرتبہ کئی روز تک نہایت کثرت سے بارش ہوئی۔ خلقت نہایت تنگ آئی۔ اور آپ سے عرض کی۔ آپ نے اسی وقت آسمان کی جانب نظر اٹھا کر انگلی سے کچھ اشارہ کیا یا کچھ لکھا۔ فی الفور بارش بند ہو گئی۔

● ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کے غلام زادہ ہوا ہے آپ

کو مبارک ہو۔ اُس کا کچھ نام رکھیے۔ آپ نے فرمایا کہ اُس کا نام

نورالحسین رکھو۔ اور ایک اور ہوگا اُس کا نام نورحسین رکھنا۔

سال دو سال کے بعد وہ شخص پھر حاضر ہوا اور عرض کیا

"آپ کا غلام زادہ نورحسین پیدا ہوا مبارک ہو" آپ نے فرمایا کہ اب

کے جو پیدا ہو اُس کا نام 'عبدالرحمن' رکھنا

چنانچہ دو سال کے بعد پھر وہ شخص حاضر ہوا اور عرض کی

کہ آپ کا غلام زادہ جس کا نام آپ نے عبدالرحمن رکھا تھا پیدا ہوا۔
مبارک ہو۔ آپ نے فرمایا "اب کے جو پیدا ہو اس کا نام عبدالرحیم
رکھنا چنانچہ وہ بھی پیدا ہوا۔ مگر اس کے بعد اس شخص کی آپ
سے ملاقات نہ ہوئی۔

● یہ آپ کی کھلی کرامت تھی کہ اگر کوئی شخص اولاد کے واسطے تعویذ
مانگتا اور آپ اس کو تعویذ مرحمت فرماتے وقت ارشاد فرماتے کہ اس
کو جست میں مڑھنا تو معلوم ہوتا تھا کہ لڑکا ہوگا۔ اور اگر فرماتے
کہ چاندی میں مڑھانا تو معلوم ہوتا تھا کہ لڑکی ہوگی۔

ایک شخص نے آپ سے اولاد کے واسطے حضرت مرشدنا کے ذریعے
سے مانگا۔ آپ نے تعویذ مرحمت فرماتے وقت ارشاد فرمایا کہ اس کو چاندی
میں مڑھانا۔ حضرت مرشدنا نے عرض کی کہ اس کی خواہش تو فرزند نرینہ
کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اب چار مہینے گزر چکے ہیں چنانچہ اسکی دفتر ہوئی
● ایک دفعہ آپ کھانا کھا کر ماتھ دھوتے تھے کسی نے اگر عرض
کیا کہ حضرت فلاں شخص کو کتے نے کاٹا ہے۔ آپ نے فرمایا یہی پانی
پلا دو۔ چنانچہ وہی پانی پلا دیا گیا اور کچھ خلل نہ ہوا۔

حضرت خواجہ حافظ علامہ نبی اللہی رحمۃ اللہ علیہ اور کرامات

● ایک مرتبہ ایک شخص نے غیر منکوحہ عورت اپنے گھر میں رکھ لی تھی۔ ہر چند اُس کو سمجھایا لیکن وہ نہ مانا۔ اسی اثنا میں امساک بارش ہوئی اور امساک کو بھی طول کھینچ گیا۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا جب تک وہ شخص اُس عورت کو نہیں نکالے گا بارش نہیں ہوگی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اگر اُس شخص سے اُس عورت کو نکلوادیں اور پھر بھی بارش نہ ہو تو۔ آپ نے فرمایا ”پھر ہماری بات کا اعتبار نہ کرنا“

● اسی طرح ایک مرتبہ اور امساک بارش ہوئی۔ لوگوں نے آپ سے آکر عرض کی کہ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ بارش کرے۔ آپ نے فرمایا کہ مسجد کو گارہ سے لیپ دو۔ انشاء اللہ بارش ہوگی۔ لوگوں نے عرض کیا تالاب میں گارہ ہی نہیں کس چیز سے لیپا جائے۔ آپ نے فرمایا ”خداوند اس قدر بارش کر دے کہ تالاب میں گارہ ہو جائے“ لوگوں نے عرض کی کہ حضرت زیادہ کے واسطے دعا مانگیئے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تم اپنے کام سے لگ جاؤ گے اُس کا خیال نہیں رکھو گے۔

غرض اس قدر بارش ہوئی کہ تالاب میں گارہ ہو گیا۔ اور لوگوں نے مسجد لیپ دی۔ بعد ازاں پھر خوب بارش ہوئی۔

● ایک مرتبہ آپ نے لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا ”کہ تم لوگ اپنے اعمال درست کرو اور گناہوں سے توبہ کرو۔ ورنہ تم پر سخت مصیبت آنے والی ہے۔ گیموں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ ہم بھی تمہارے

ساتھ ہی ہیں۔ مگر کسی نے چنناں خیال نہ کیا۔ اور آپ قریب سال بھر
 فرماتے رہے کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ گناہوں سے بچو ورنہ عذاب
 آنے والا ہے۔

بالآخر وبا پیدا ہو گئی اور ہر روز بہتر۔ اسی آدمی
 مرتے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ کوئی آدمی زندہ نہ رہے گا۔ حتیٰ کہ آپ
 کے چھوٹے صاحبزادہ کا بھی انتقال ہو گیا۔

لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ دعا فرمائیے
 اللہ تعالیٰ اس بلا سے نجات دے۔ آپ نے فرمایا کہ گناہوں سے
 توبہ کرو۔ سب توبہ کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا "اس طرح نہیں بلکہ
 فلاں فلاں جو فاسق معتن ہیں ان سے توبہ کراؤ یا ان سے میل
 جول چھوڑ دو۔"

چنانچہ سب نے ان سے توبہ کرا کے آپ سے دعا کے واسطے
 عرض کیا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اس کے بعد کوئی تازہ بیمار نہ ہوا اور
 جو بیمار تھے ان کو صحت ہوئی۔

قرآن و حدیث سے اولیاء کرام کے وظائف معمولات

وَأَصْبِرْ لِنَفْسِكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ
بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ط

(ترجمہ) اور روکے رکھیے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو
پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام - طلبگار ہیں اسکی رضا کے
اس آیت سے اجتماعی ذکر حلقہ ذکر اور توجہ کا ثبوت ملتا
ہے - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ان کی معیت کا حکم
ملا ہے - اس سے ذکر اجتماعی کی فضیلت بھی ظاہر ہوگئی -

حضرت انس رضی فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا " یہ چیز مجھے دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے کہ
ذاکرین کے ساتھ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر
کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک ذکر الہی کیا کروں (بہتھی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " ذاکرین کے
ساتھ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک ذکر کرنا مجھے
اولاد اسماعیل سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔"

ابو ہریرہ رضی فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا " جو دن میں سو بار سبحان اللہ و محمد
پڑھے تو اس کی تمام خطائیں بخش دی جائیں گی - اگرچہ کف دریا
یعنی سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (مسلم - بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ” دو کلمے زبان پر
 بلکے ہیں۔ ترازو میں بھارے ہیں۔ رحمن کو پیارے ہیں
 سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ
 (مسلم - بخاری)

حضرت یسیرہ فرماتی ہیں۔ کہ ہم سے نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ” اے بی بیو! تسبیح و تہلیل اور تقدیس
 کو لازم کرو۔ انگلیوں پر گنا کرو کہ انگلیوں سے سوال ہوگا۔
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ” جو اللہ کے
 لئے صبح کو سو بار سُبْحَانَ اللَّهِ پڑھے اور سو بار
 شام کو۔ تو وہ اس کی طرح ہوگا جو سو حج کرے۔ جو صبح کو
 سو بار الحمد لله پڑھے۔ اور شام کو۔ تو وہ اُس جیسا
 ہوگا جو اللہ کی راہ میں سو گھوڑے خیرات کرے۔

اور جو صبح کو سو بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھے اور
 سو بار شام کو۔ تو وہ اُس کی طرح ہوگا جو اولاد حضرت
 اسمعیلؑ سے سو غلام آزاد کرے۔ اور جو صبح کو سو بار
 اللَّهُ أَكْبَرُ پڑھے اور سو بار شام کو تو کوئی اُس سے
 زیادہ نیکیاں اس دن نہ کر سکے گا۔ مگر اُس کے جو اتنی ہی بار
 یہ کلمات کرے یا اس سے زیادہ۔

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ط

ننانوے بیماریوں کی دوا ہے۔ جن میں ادنیٰ بیماری غم ہے (مشکوٰۃ)

اولیاء کے وظائف اور معمولات

شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ان اسماء کا ورد کرتے تھے اور آپ نے ہر اسم کیلئے ایک توجہ بنائی ہے۔ جو کہ ہر نسو مرتبہ یا پانچ سو مرتبہ اسم پڑھنے کے بعد پڑھی جائیگی۔ ان کی برکات ظاہر ہیں۔

پہلا نام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اس کو ایک لاکھ مرتبہ پڑھے۔ اس کی توجہ یعنی مطلب 'اصطلاح لصفوف میں یہ ہوتا ہے کہ "اے خدا! میرے ظاہر پر اس کلمہ کی بادشاہی قائم کر۔ اور باطن میں اس کے حقائق ثابت کر اور مجھ میں اس کے احاطہ سے میرے ظاہر کا استغراق ہو تاکہ مراتب وجود و شہود میں تیرے افعال و صفات کے سوا کسی کو نہ دیکھوں۔"

دوسرا نام اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ

اس کو ایک لاکھ مرتبہ پڑھے۔ اس کی توجہ یعنی مطلب اصطلاح لصفوف میں یہ ہے کہ "اے خدا! مجھ کو اپنی طرف راستہ دکھا۔ اور مجھ کو اپنے آگے ادب والا اور ثابت قدم بنا۔ اور اپنی محبت دے۔ میرے دل کو اپنی ذات کیلئے 'مظہر'

اور اپنے احکام کے لئے سرچشم بنا۔ اگر صرف نذر یعنی یا کے ساتھ پڑھے تو **يَا اللّٰهَ يَا اللّٰهَ يَا اللّٰهَ** کہے۔

تیسرا نام - **حِيَّ - حِيَّ - حِيَّ** ایک لاکھ مرتبہ

پڑھے۔ اس کی توجہ یعنی مطلب یہ ہے کہ مجھ کو پاک

زندگی دے۔ اپنی محبت کا پاکیزہ و شیریں شربت پلا۔ میری

زندگی تجھ میں وابستہ رہے۔ اپنی حیات کا نور میری حیات میں

ظاہر کر۔ کہ میری روح کو دائمی حیات نصیب کر۔ اور قیامت کے

دن میرے باطن کو اپنے باطن سے نفع پہنچا۔ میرے دل کو اپنی

پرورش کے پیروں سے آگاہ کر۔ میری زبان کو باطنی علوم پر گویا

کر۔ اگر **يَا** کے ساتھ پڑھے تو **بِلاتنوين يَا حِيَّ يَا حِيَّ**

يَا حِيَّ کہے۔

وَاحِدٌ - وَاحِدٌ - وَاحِدٌ

چوتھا نام

اس کو ایک لاکھ مرتبہ پڑھے۔ اس کی توجہ

یعنی مطلب اصطلاح تصوف میں یہ ہے کہ اپنے نورِ واحدانیت

کے ذریعہ مجھ کو موحد بنا۔ اور اپنے پر کامل یقین کرنے کی مجھ کو

توفیق دے کہ تو اپنی خدائی میں اکیلا ہے۔ اور میرے تمام دینی

و دنیاوی کاموں کے لئے بس تو ہی کافی ہے۔

اگر **يَا** کے ساتھ پڑھے تو یوں کہے۔

يَا وَاحِدٌ - يَا وَاحِدٌ - يَا وَاحِدٌ

پانچواں نام عَزِيزٌ - عَزِيزٌ - عَزِيزٌ

اس کو ایک لاکھ مرتبہ پڑھے۔

اس کی توجہ یعنی مطلب اصطلاح تصوف میں یہ ہے کہ مجھ کو اپنی عزت کے واسطے سے عزت والوں میں داخل کر۔ عزت والوں کے کام مجھ سے کرا۔ مجھ کو عزت دے اور عزت والے بندوں میں داخل کر۔

اگر یا کے ساتھ پڑھے تو بلا تینوں يَا عَزِيزُ۔
يَا عَزِيزُ۔ يَا عَزِيزُ کہے۔

چھٹا نام وَهَّابٌ - وَهَّابٌ - وَهَّابٌ

اس کو ایک لاکھ مرتبہ پڑھے۔ اس کی توجہ یعنی

مطلب اصطلاح تصوف میں یہ ہے کہ مجھ کو ایسی توفیق بخش جو تیری مرضی کے کاموں تک مجھ کو پہنچا دے۔ اے بھید کی باتوں کے بتانے اور بکھٹنے والے! مجھ پر مہربانی کر۔ اے خدا تو مجھ پر اس امر کا نگران بنا رہ کہ صرف تیری ہی طرف محتاج بنا رہوں کیونکہ تیری غنا و دولت درحقیقت کامل ہے۔ پس تو مجھ فقیر بندہ پر ایسا احسان کر کہ خود غنی ہو کر دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاؤں

اگر یا کے ساتھ پڑھے تو پھر یوں کہے
يَا وَهَّابُ۔ يَا وَهَّابُ۔ يَا وَهَّابُ۔

سالتواں نام

دُرُودُ ، دُرُودُ ، دُرُودُ .

اس کو ایک لاکھ مرتبہ پڑھے۔ اسکی توجہ یعنی مطلب اصطلاح تصوف میں
یہ ہے کہ مجھ کو نیک لوگوں کی صحبت عطا کر۔ اے خدا مجھ کو مخلوق کے شر سے
بچا کیونکہ اُنکے شر کے بند کرنے کی تجھ میں کامل طاقت ہے۔ اگر یا کے ساتھ
پڑھے تو بلا تین یا ودود۔ یا ودود۔ یا ودود پڑھے
حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے ختم شریف کی ترکیب یہ تھی۔
اول اول درود شریف سو مرتبہ پڑھتے ہیں۔ لا حول پڑھا جاتا
اس کے بعد ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ہزار مرتبہ پڑھتے
لا حول ولا قوۃ الا باللہ نو سو مرتبہ۔ بعد لا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم سو مرتبہ پھر درود شریف پڑھتے۔ اس کے بعد حلقہ فرماتے
اور توجہ کرتے۔ اور مغرب کے وقت تک یہ مشغول رہتا۔

سورۃ بقرہ۔ سورۃ لیس۔ سورۃ رحمن۔ سورۃ واقعہ۔ سورۃ

ملک۔ سورۃ مزمل۔ سورۃ تغابن۔ درود شریف۔ استغفار۔

ذکر و اذکار اور دیگر آیتوں۔ سورتوں اور احادیث سے اوراد۔

وظائف اپنے مرشد و شیخ سے طریقہ و اجازت لے کر کریے۔

فائدہ :- اولیاء و مشائخ جو اوراد و وظائف اپنے معمول کے

مطابق نمازوں کے بعد پڑھتے ہیں اُن کی اصل قرآن و حدیث میں مذکور ہے



تعارف جامعہ



جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ ضلع چکوال کی ایک معروف دینی درسگاہ ہے۔ جس کا قیام ۱۹۴۲ء میں عمل میں لایا گیا۔ جامعہ میں قرآن پاک کی تعلیم حفظ و ناظرہ۔ درس نظامی۔ تجوید و قرأت۔ فاضل عربی۔ شعبہ دارالتصنیف قائم ہے نیز طلباء کیلئے میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کا بھی بندوبست کیا گیا ہے

جامعہ ہذا میں ۸۰ کے قریب بیرونی طلباء اور ۱۰۸ مقامی طلباء رہائش پذیر ہیں۔ جن کی جملہ ضروریات مثلاً کتب۔ علاج خورد و نوش اور رہائش کی تمام تر ذمہ داری جامعہ ہذا پر ہے جامعہ ہذا میں تعلیم و تدریس کے لئے چھ نہایت قابل اساتذہ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

علاوہ ازیں بچیوں کی تعلیم کے لئے مدرسۃ البنات بھی قائم ہے۔ جس میں ۷۰ کے قریب بچیاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کر رہی ہیں۔ بچیوں کی تعلیم و تدریس کے لئے ایک معلمہ کو بھی تعینات کیا گیا ہے۔

جامعہ ہذا کے زیر اہتمام ہر سال "مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس" منعقد کرائی جاتی ہے جس میں ملک کے نامور مشائخ عظام اور علمائے کرام شرکت فرماتے ہیں۔ آپ حضرات سے التماس ہے کہ اس ادارے کی مالی امداد فرما کر خدا کے حضور اپنے درجات بلند کریں۔

(حاجی محمد صادق)

(کتابت فیروز آرٹ چکوال)

علامہ حافظ عبدالحکیم کی تصانیف



مقام مصطفیٰ
(ذریعہ ترتیب)



مقالات

- امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
- امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- مولانا غلام نبی للہی رحمۃ اللہ علیہ

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ

لاہن پارک چکوال - فون :- 2476

علامہ حافظ عبدالحکیم کی تصانیف



مقام مصطفیٰ
(ذریعہ ترتیب)



مقالات

- امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
- امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- مولانا غلام نبی للہی رحمۃ اللہ علیہ

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ

لاہن پارک چکوال - فون :- 2476